عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۲۰ تا ۲۶ جمادی الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۰ تا ۱۶/ اگست ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۱۲

عقیدہ ختم نبوت اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

سولہویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس (برمنگھم)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی قرآن کریم کی روشنی میں

اسلام میں اجتہاد کی حیثیت

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

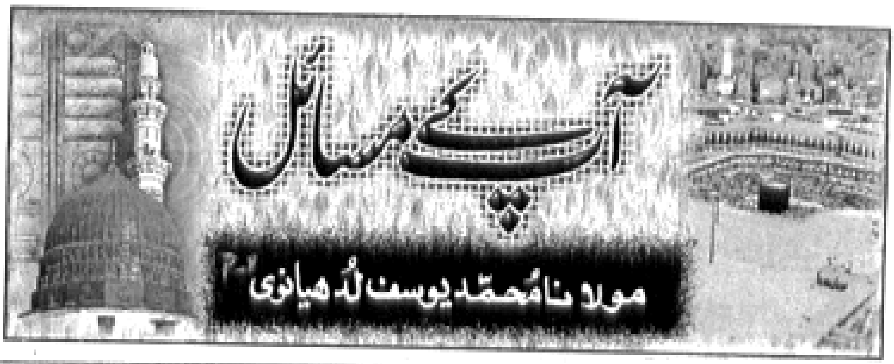

شیطان کو نماز سے روکنے کے لئے جائے نماز کا کونا الٹنا غلط ہے:

س:...... شیطان مسلمانوں کو عبادت سے روکنے کے لئے وسوسوں کے ذریعے بہکاتا ہے اور خود عبادت کرتا ہے اس کو عبادت سے روکنے کے لئے ہم نماز کے بعد جائے نماز کا کونا الٹ دیتے ہیں۔ اس طرح عبادت سے روک دینے کے عمل کے بارے میں کیا خیال ہے؟

ج:...... اس سوال میں آپ کو دو غلط فہمیاں ہوئی ہیں۔ ایک یہ کہ شیطان دوسروں کو عبادت سے روکتا ہے مگر خود عبادت کرتا ہے۔ شیطان کا عبادت کرنا غلط ہے، عبادت تو حکم الٰہی بجالانے کا نام ہے جبکہ شیطان حکم الٰہی کا سب سے بڑا نافرمان ہے، اس لئے یہ خیال کہ شیطان عبادت کرتا ہے بالکل غلط ہے۔

دوسری غلط فہمی یہ کہ مصلی کا کونا الٹنا شیطان کو عبادت سے روکنے کے لئے ہے، یہ قطعاً غلط ہے۔ مصلی کا کونا الٹنے کا رواج تو اس لئے ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلاضرورت جانماز بچھی نہ رہے اور وہ خراب نہ ہو۔ عوام جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر جانماز نہ الٹی جائے تو شیطان نماز پڑھتا ہے یہ بالکل مہمل اور لایعنی بات ہے۔

نقصان ہونے پر کہنا کہ کوئی منحوس صبح ملا ہوگا:

س:...... جب کسی شخص کو کسی کام میں نقصان ہوتا ہے یا کسی مقصد میں ناکامی ہوتی ہے تو وہ یہ جملہ کہتا ہے کہ: ''آج صبح سویرے نہ جانے کس منحوس کی شکل دیکھی تھی'' جبکہ انسان صبح سویرے بستر پر آنکھ کھلنے کے بعد سب سے پہلے اپنے ہی گھر کے کسی فرد کی شکل دیکھتا ہے تو کیا گھر کا کوئی آدمی اس قدر منحوس ہوسکتا ہے کہ صرف اس کی شکل دیکھ لینے سے سارا دن نحوست میں گزرتا ہے؟

ج:...... اسلام میں نحوست کا تصور نہیں، یہ محض توہم پرستی ہے۔

الٹے دانت نکلنے پر بدشگونی توہم پرستی ہے:

س:...... بچے کے دانت اگر الٹے نکلتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں، کہ ننھیال یا ماموؤں پر بھاری پڑتے ہیں۔ اس کی اصل کیا ہے؟

ج:...... اس کی کوئی اصل نہیں محض توہم پرستی ہے۔

چاند گرہن یا سورج گرہن سے چاند یا سورج کو کوئی اذیت نہیں ہوتی:

س:...... میں نے سنا ہے کہ جب چاند گرہن یا سورج گرہن ہوتا ہے تو ان کو اذیت پہنچتی ہے، کیا یہ بات درست ہے۔

ج:...... درست نہیں محض غلط خیال ہے۔

عورت کا روٹی پکاتے ہوئے کھالینا جائز ہے:

س:...... میری امی کہتی ہیں کہ جب عورت روٹی پکاتی ہے تو اسے حکم ہے کہ تمام روٹیاں پکا کر ہاتھ سے لگا ہوا آٹا اتار کر روٹی کھائے، عورت کو جائز نہیں کہ وہ روٹیاں پکاتے پکاتے کھانے لگے، یعنی آدھی روٹیاں پکائیں اور کھانا شروع کردیا تو ایسا کرنے والی عورت جنت میں داخل نہ ہوسکے گی۔ آپ بتائیے کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج:...... آپ کی امی کی نصیحت تو ٹھیک ہے مگر مسئلہ غلط ہے۔ عورت کو روٹی پکانے کے دوران بھی کھانا کھالینا شرعاً جائز ہے۔

جمعہ کے دن کپڑے دھونا:

س:...... میں نے سنا ہے کہ جمعہ اور منگل کے دن کپڑے دھونا نہیں چاہئے اور بہت سے لوگ جمعہ کے دن نماز ہوجانے کے بعد کپڑے دھوتے ہیں اور کہاں تک یہ طریقہ درست ہے اور اس طرح بہت سے لوگ جو پردیس میں ہوتے ہیں اور ان کی جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے تو وہ لوگ کپڑے دھوتے ہیں، اس لئے کہ جمعہ کے علاوہ ان کو ٹائم نہیں ملتا اور یہ بھی سنا ہے کہ وہ لوگ جمعہ اور منگل کو کپڑے دھونے کی اجازت دیتے ہیں جو لوگ نماز پڑھتے ہیں کیا قرآن پاک میں اس کا ذکر ہے یا نہیں۔

ج:...... جمعہ اور منگل کے دن کپڑے نہ دھونے کی بات بالکل غلط ہے۔

عصر اور مغرب کے درمیان کھانا پینا:

س:...... اکثر لوگ کہتے ہیں کہ عصر اور مغرب کے درمیان کچھ کھانا پینا نہیں چاہئے کیونکہ نزع کے وقت انسان کو ایسا محسوس ہوگا کہ عصر و مغرب کا درمیانہ وقت ہے اور شیطان شراب کا پیالہ پینے کو دے گا تو جن لوگوں کو عصر و مغرب کے درمیان کھانے پینے کی عادت ہوگی وہ شراب کا پیالہ پی لیں گے اور جن کو عادت نہ ہوگی وہ شراب پینے سے پرہیز کریں گے (نیز اس وقفہ عصر و مغرب کے درمیان کچھ نہ کھانے پینے سے روزے کا ثواب ملتا ہے) برائے مہربانی اس سوال کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دے کر ایک الجھن سے نجات دلائیں۔

ج:...... یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ عصر و مغرب کے درمیان کھانے پینے میں کوئی کراہت نہیں۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوۃ

۲۰ تا ۲۶ جمادی الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۰ تا ۱۶/اگست ۲۰۰۱ء

جلد: ۲۰ شمارہ: ۱۲

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

☆ بیادگار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆............☆............☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ڈیزائننگ و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زرتعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۷ روپے
ششماہی ۱۷۵ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے
چیک و ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ ۱۸۹۹
کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اس شمارے میں

- سولہویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم (برطانیہ) (اداریہ) 4
- عقیدہ ختم نبوت اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں (حضرت مولانا منظور احمد الحسینی) 6
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی! قرآن کریم کی روشنی میں (حضرت مولانا اللہ وسایا) 11
- توضیح و تشریح العلیم جل جلالہ (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 14
- اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے (حضرت مولانا محمد ابد تاکی) 17
- اسلام میں اجتہاد کی حیثیت (حضرت مولانا محمد مراد ہالیجوی) 19
- حکمرانی کے زریں اصول (جناب خلیل الرحمٰن) 21
- قادیانیوں کی حقیقت (مولانا عاشق الٰہی میرٹھی) 23

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری، طابع: سید شاہد حسن، مطبع: القادر پرنٹنگ پریس، مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شذرات

سولہویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم (برطانیہ)

امسال بھی ۵/ اگست بروز اتوار جامع مسجد ۱۸۰ ایلفرڈ روڈ برمنگھم میں صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے تک ختم نبوت کانفرنس حسب سابق بڑے اہتمام کے ساتھ عالمی مجلس کے امیر مرکزیہ خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جب سے قادیانیت نے یورپ کا رخ کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا منصوبہ بنایا، تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے یورپ میں ان کا تعاقب کر کے قادیانیت کے کفریہ عقائد کا پردہ چاک کیا۔ مذکورہ کانفرنس اسی سلسلے کی اہم کڑی تھی، یہ کانفرنس اگرچہ ایک دن کی تھی لیکن اس کے لئے دو ڈھائی ماہ پہلے عالمی مجلس کے مبلغین اور دیگر علماء کرام پورے برطانیہ کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔ ایک ایک مسجد میں جا کر مسلمانوں کو قادیانیت کے کفریہ عقائد اور ان کی سازشوں سے آگاہ کرتے رہتے ہیں، پورے ملک میں ایک فضا بنائی جاتی ہے۔ یورپ کے مسلمان پوری تیاری کے ساتھ مذہبی جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کانفرنس میں اپنی شرکت کو یقینی بناتے ہیں، جس سے ان کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی اور محبت و عقیدت اور فتنہ قادیانیت سے نفرت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ برطانیہ میں مسلمانوں کا یہ سب سے بڑا اور اپنی نوعیت کا یہ منفرد اجتماع ہوتا ہے جسے کامیاب کرنا ہر مسلمان اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہے۔ ۵/ اگست کو ۱۶ ویں کانفرنس ہوئی، اس سے قبل ۱۵ کانفرنسیں ہو چکی ہیں، ہر کانفرنس پر مسلمانوں کا جوش و جذبہ پہلے سے زیادہ اور تعداد میں اضافہ نظر آتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس محاذ پر کام کرنے والے افراد کے خلوص اور بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ورنہ ایک ایسے ملک میں جس کے حکمرانوں نے فتنہ قادیانیت کو اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے جنم دیا ہو، پھر اپنے اقتدار کے سایہ میں اس کی پرورش کی ہو، بظاہر وہاں پر اس قسم کی کامیاب کانفرنس کا تصور بھی مشکل نظر آتا ہے۔

جب اپریل ۱۹۸۴ء میں صدر ضیاء الحق مرحوم نے علماء کرام اور اسلامیان پاکستان کے مطالبہ پر امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا، جو اب آئین پاکستان کا حصہ بن چکا ہے، اس آرڈیننس کے بعد قادیانی لیڈر مرزا طاہر احمد راتوں رات پاکستان سے خفیہ طور پر انگلینڈ بھاگ گیا، اور لندن سے تقریباً ۴۰ میل باہر ایک جگہ قادیانیت کا مرکز قائم کر لیا اور وہاں پر قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ہونے لگا اور قادیانیت نے حسب عادت اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے لبادے میں چھپانا شروع کیا، اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناکام کوششیں شروع کر دیں۔ شاید قادیانی لیڈر یہ سمجھتا تھا کہ اب میں اپنے روحانی آقا سرکار انگریزی کی گود میں بیٹھ کر اسلام کے خلاف جو سازش بھی کروں گا دنیا میں کوئی اس کا نوٹس نہیں لیا جائے گا، اور پاکستان میں میرا تعاقب کرنے والے لوگ یہاں تک رسائی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ قادیانی لیڈر نے برطانیہ میں بیٹھ کر اسلام اور اہل اسلام کے خلاف زہریلی زبان کھولنی شروع کر دی اور عقیدہ ختم نبوت کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا۔

مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد علی جالندھری فرمایا کرتے تھے کہ: ''قادیانی جہاں بھی چلے جائیں اگر قادیانی چاند پر جا کر عقیدہ ختم نبوت کے خلاف کام کریں گے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین اور نمائندے وہاں پر بھی ان کا تعاقب کریں گے۔'' حضرت جالندھری کی یہ بات حرف بحرف درست ثابت ہوئی کہ جب قادیانی لیڈر مرزا طاہر احمد نے انگلینڈ کا رخ کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دے کر گمراہ کرنے کی کوشش کی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین اور علماء کرام نے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے لئے دیار غیر میں اپنی جدوجہد کا آغاز کیا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے لندن میں دفتر ختم نبوت قائم کیا گیا، اکابرین ختم نبوت حضرت امیر مرکزیہ خواجہ خان محمد مدظلہ، شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی، امام اہل سنت مولانا مفتی احمد الرحمن نے پورے انگلینڈ کا دورہ کیا، بعد ازاں تحریری و تقریری طور پر قادیانی جماعت کے کفریہ عقائد کا منہ توڑ جواب دیا گیا۔

قادیانیوں نے انگلینڈ میں مرکز قائم قائم کرنے کے بعد جولائی کے آخری دنوں میں سالانہ جلسے کا انعقاد شروع کیا جس کے پیش نظر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی گزشتہ پندرہ سالوں سے برمنگھم میں اگست کے پہلے عشرے میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد شروع کیا۔ الحمدللہ! یہ سلسلہ باقاعدگی سے نہ صرف جاری ہے بلکہ اس سے بہتر اور زیادہ اثرات مرتب ہو رہے ہیں' اس کانفرنس کی تیاری کے لئے جو پورے ملک میں عقیدۂ ختم نبوت کے موضوع پر تقاریر اور جلسے ہوتے رہتے ہیں ان سے نوجوان نسل کی بہت اچھی تربیت ہو جاتی ہے' دوسری طرف یورپ میں ردقادیانیت کے سلسلہ میں مسلمانوں میں ایک شعور پیدا ہوا ہے۔ بیلجیم کے مسلمانوں نے دفتر ختم نبوت خرید کر کئی سالوں سے سالانہ ختم نبوت کانفرنس شروع کر دی ہے' اسی طرح جرمنی میں ختم نبوت کا کام بڑے منظم طریقے سے ہو رہا ہے اور کئی سالوں سے یہاں پر سالانہ ختم نبوت کانفرنس ہو رہی ہے' اسی طرح ناروے اور ڈنمارک میں ختم نبوت کا کام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ مالی میں قادیانیوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے دھوکہ دہی سے ہزاروں مسلمانوں کو مرتد بنا لیا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بروقت قدم اٹھا کر دوبارہ ان لوگوں کو مسلمان کیا اور ان پر قادیانیوں کے کفریہ عقائد واضح کر کے ان لوگوں کو قادیانیت سے متنفر کیا' اسی طرح افریقہ کے بعض دیگر ممالک میں قادیانیوں کی کفریہ تبلیغ کو بروقت روکا۔ گمبیا میں علاج معالجہ اور اسکولوں کے ذریعے قادیانیت کو پھیلانے کی کوشش کی گئی' عالمی مجلس کی محنت سے وہاں بھی قادیانیت کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

الغرض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے محدود وسائل کے باوجود ہر شعبے سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت کا سلسلہ قانونی دائرہ کار میں رہتے ہوئے جاری رکھے ہوئے ہے' اور انشاءاللہ عقیدۂ ختم نبوت کا جھنڈا دنیا کے ہر خطے میں بلند کر کے قادیانیت کے کفریہ عقائد کی زد میں آنے سے مسلمانوں کو بچایا جائے گا۔

علاقہ ڈھی تحصیل علی پور میں مرزائیت کی شرانگیزی اور فسادات کے خلاف

احتجاجی

ختم نبوت کانفرنس

بوقت: بعداز نماز عشاء

بتاریخ: ۲۰/ اگست بروز پیر ۲۰۰۱ء بمقام: فیصل چوک' علی پور

جس میں تمام مکاتب فکر اور دینی جماعتوں کے سرکردہ رہنما خطاب فرمائیں گے

منجانب: آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تحصیل علی پور' ضلع مظفر گڑھ

تحریر: مولانا منظور احمد الحسینی

عقیدۂ ختم نبوت اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ولا رسول بعدہ ولا امۃ بعدہ امۃ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ اجمعین، امابعد۔

اسلام کی بنیاد توحید، رسالت اور آخرت کے علاوہ جس بنیادی عقیدے پر ہے، وہ عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت و رسالت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو اس منصب پر فائز نہیں کیا جائے گا۔

یہ عقیدہ اسلام کی جان ہے، ساری شریعت اور سارے دین کا مدار اسی عقیدے پر ہے۔ قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں احادیث اس عقیدہ پر گواہ ہیں۔ تمام صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ اور چودہ صدیوں کے مفسرینؒ، محدثینؒ، فقہاءؒ، متکلمینؒ، علماءؒ، اور صوفیاءؒ کا اس پر اجماع ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" (الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں۔"

تمام مفسرینؒ کا اس پر اتفاق ہے کہ "خاتم النبیین" کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "آخری نبی" ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں:

☆ ...... "میں آیا پس میں نے نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا۔" (بخاری، مسلم، ترمذی)

☆ ...... "مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔" (مسلم)

☆ ...... "رسالت و نبوت ختم ہوچکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔" (ترمذی، مسند احمد)

☆ ...... "میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔" (ابن ماجہ)

☆ ...... "میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔" (کنز العمال)

ان ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس امر کی تصریح فرمائی گئی ہے کہ آپ آخری نبی و رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو اس عہدے پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے، ان میں سے ہر نبی نے اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت دی اور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ انبیاء کرام کی تصدیق کی مگر کسی نئے آنے والے نبی کی بشارت نہیں دی بلکہ فرمایا:

☆ ...... "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ۳۰ کے لگ بھگ دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں، جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔" (بخاری، مسلم)

نیز ارشاد فرمایا:

☆ ...... "قریب ہے کہ میری امت میں ۳۰ جھوٹے پیدا ہوں، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (ابوداؤد، ترمذی)

ان دو ارشادات میں حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مدعیان نبوت کے لئے ''دجال وکذاب'' کا لفظ استعمال فرمایا جس کا معنی ہے کہ وہ لوگ شدید دھوکے باز اور بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے ہوں گے۔ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسائیں گے، لہٰذا امت کو خبردار کر دیا گیا کہ وہ ایسے عیار ومکار مدعیان نبوت اور ان کے ماننے والوں سے دور رہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق ۱۴۰۰ سو سالہ دور میں بہت سے کذاب ودجال مدعیان نبوت کھڑے ہوئے جن کا حشر اسلام کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے خوب جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دور میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب نے دعوئ نبوت کیا۔ اسود عنسی نے کافی قوت پکڑ لی اور اس کا فتنہ یمن میں پھیل گیا۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ (جو یمن میں رہتے تھے) کو خط ارسال فرمایا کہ اس فتنہ کا مقابلہ کرو اور اسود عنسی کا خاتمہ کر دو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے کچھ ہی عرصہ پہلے حضرت فیروز دیلمی نے موقع تاک کر اسود عنسی کو تہ تیغ کر کے اس کے فتنے کو ختم کر دیا۔ جس رات اسود عنسی مارا گیا۔ اس کے اگلے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ان الفاظ میں خوشخبری سنائی:

''قتل الاسود العنسی البارحہ قتلہ رجل مبارک من اہل بیت مبارکین، فقیل لہ من یارسول اللہ فقال فیروز فاز فیروز۔''

ترجمہ: ''گزشتہ رات اسود عنسی قتل کر دیا گیا۔ اس کو مبارک گھر والوں میں سے ایک مبارک شخص نے قتل کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! یہ کام کس نے انجام دیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فیروز نے۔ فیروز کامیاب ہو گیا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مسیلمہ کذاب کا فتنہ بھی زور پکڑ چکا تھا، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ یمامہ کے میدان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسیلمہ کذاب کے لشکر کے درمیان ایک خوفناک اور خونریز جنگ ہوئی، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ۲۸ ہزار مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کو مع مسیلمہ کذاب کے تہ تیغ کیا، جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک بڑی تعداد مرتدین کے مقابلہ میں شہید ہوئی۔ مورخین نے لکھا ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنی دس سالہ دور میں جو جہاد ہوئے ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعداد ۲۵۹ ہے جبکہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں مرتدین کا مقابلہ کر کے شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعداد ۱۲۰۰ ہے جس میں سے ۷۰ بدری اور ۷۰۰ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین قرآن کے قاری اور حفاظ تھے، جن میں مسجد قبا کے امام، چار بڑے قاریوں میں ایک بڑے قاری حضرت سالم مولیٰ حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت زید بن خطاب، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب ثابت بن قیس بن شماس انصاری، مشہور صحابہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں۔

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اسوۂ صدیقی رضی اللہ عنہ اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے سامنے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے صلح حدیبیہ نامی معاہدہ کیا۔ مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد یہودیوں سے میثاق مدینہ ہوا۔ عیسائیوں کا مشہور وفد، وفد نجران مسجد نبوی میں آکر ٹھہرا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی، حضرت صدیق اکبرؓ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مسیلمہ کذاب سے کوئی صلح نہیں کی اور کسی قسم کی نرمی نہیں برتی اور نہ ہی کوئی وفد اس کو سمجھانے یا تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا۔

اسی پر بس نہیں، بلکہ مسیلمہ کذاب کے بعد جس بد بخت نے بھی نبوت کا دعوی کیا اس کا یہی حشر ہوا۔ مشہور عالم قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الشفاء'' میں لکھتے ہیں:

''خلیفہ عبدالملک بن مروان نے مدعی نبوت حارث کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا تھا اور بے شمار خلفاء اور سلاطین نے اس قماش کے لوگوں کے ساتھ یہی سلوک کیا اور اس دور کے تمام علماء نے بالاجماع ان کے اس فعل کو صحیح اور درست قرار دیا اور جو شخص مدعی نبوت کے کفر میں اس

اجماع کا مخالف ہو وہ خود کافر ہے۔"

(ص:۲۵۷ جلد۲)

انیسویں صدی کے اوائل میں مغربی استعمار اسلامی ممالک کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔اس نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے اپنی سرپرستی میں بہت سی باطل تحریکوں کی بنیاد رکھی، جن میں ایک تحریک "قادیانیت" ہے جس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔اس نے اسلام کا صحیح راستہ چھوڑ کر ارتداد کا راستہ اختیار کیا اور نہ صرف نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ حق تعالیٰ شانہ کی شان میں ہرزہ سرائی کا بھیانک مظاہرہ کیا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔اپنے آپ کو بعینہٖ محمد رسول اللہ کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان، نام و منصب اور مرتبہ سب پر غاصبانہ قبضہ کرلیا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیأ کرام کی توہین وتحقیر کی۔وحی نبوت کا دعویٰ کیا، قرآن کریم کو منسوخ قرار دیا۔اپنی جعلی وحی کا نام قرآنی نام پر "تذکرہ" رکھا۔اپنی خود ساختہ وحی کو قرآن کی طرح ہر خطا سے پاک سمجھا۔قرآن پاک میں لفظی اور معنوی تحریفات کیں۔اور اسلام کو نعوذ باللہ مردہ اور لعنتی قرار دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بازاری زبان استعمال کی اوران پر طعن وتشنیع کے نشتر چلائے۔

مرزا قادیانی نے اپنے ماننے والے مرتدوں کی جماعت کو "صحابہ رسول" کے نام سے پکارا۔اپنی بیوی کو "ام المومنین" کے نام سے تعبیر کیا۔اپنے گھر والوں کو "اہل بیت" کا نام دیا اصحاب الصفہ کے مقابلہ میں "اصحاب الصفہ" رسول مدنی کے مقابلے میں "رسول قدنی" گنبد خضرا کے مقابلے میں گنبد بیضا، روضہ اطہر کے مقابلے میں روضہ مطہر، تین سو تیرہ بدری صحابہ کے مقابلے میں اپنے تین سو تیرہ چیلوں کی فہرست تیار کی۔جہاد کو حرام، انگریز کی اطاعت کو فرض قرار دیا۔

مرزا قادیانی نے اپنی "جنم بھومی" قادیان کو مکہ اور روضہ سے افضل اور قادیان آنے کو "ظلی حج" قرار دیا، جنت البقیع کے مقابلے میں بہشتی مقبرہ تیار کرایا۔احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بگاڑا۔اقوال صحابہ وبزرگان کو مسخ کیا۔اولیأ امت اور علمأ کرام کو مغلظات سنائیں۔اپنے نہ ماننے والوں کو کافر، جہنمی، عیسائی، یہودی اور مشرک قرار دیا۔مسلمانوں کو جنگلوں کے سور اور رنڈیوں کی اولاد کہا۔تمام مسلمانوں سے معاشرتی مقاطعہ کا اعلان کیا، شادی بیاہ سے لے کر جنازہ، کفن، دفن اور تمام معاملات میں بائیکاٹ کی تعلیم دی۔اس سلسلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

۱:...... "آو ابن خدا تیرے اندر اتر آیا۔" (تذکرہ)

۲:...... "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلأ)

۳:...... "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد قادیانی ہے۔" (دافع البلأ)

۴:...... "پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلافت لو، ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔"

(ملفوظات احمدیہ جلد دوم ص:۱۲۲)

۵:......

"کربلا ایست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم"

(نزول المسیح ص:۹۹)

ترجمہ: ہر وقت میں کربلا کی سیر کرتا ہوں اور سو حسین میرے گریبان میں ہیں

۶:...... "مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد۳ ص:۲۱ تا ۲۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کا آخری عقیدہ، جس پر اس کا خاتمہ ہوا، یہی تھا کہ وہ "نبی" ہے۔چنانچہ اس نے اپنے آخری خط میں جو ٹھیک اس کے انتقال کے دن شائع ہوا، واضح الفاظ میں لکھا:

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا، اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں، میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔" (اخبار عام ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء، مجموعہ اشتہارات جلد سوم مباحثہ راولپنڈی ص:۱۳۶)

یہ خط ۲۳/مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا گیا اور ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام لاہور میں شائع ہوا، اور ٹھیک اسی دن مرزا قادیانی کا انتقال ہوا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک سو سال پہلے ۱۸۸۹ء میں اپنی جماعت کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۰۸ء

میں جب اس کا انتقال ہوا تو اس کی جماعت میں کوئی اختلاف نہ تھا دونوں گروپ کے لوگ مرزا غلام احمد کو نبی، رسول، مسیح موعود، مہدی معہود اور نجات دہندہ مانتے تھے۔

مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد اس جماعت کا پہلا سربراہ حکیم نورالدین بنا، جس کا انتقال ۱۹۱۴ء میں ہوا۔ اس وقت تک بھی جماعت قادیان اور جماعت لاہور کوئی الگ الگ جماعتیں نہ تھیں۔ اس چھ سالہ عرصے میں بھی محمد علی لاہوری خواجہ کمال الدین، صدرالدین اور لاہوری پارٹی کے تمام افراد مرزا غلام احمد کو نبی اور رسول کہتے اور مانتے رہے۔ ۱۹۱۳ء میں محمد علی لاہوری اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے اخبار پیغام صلح میں حلفیہ بیان شائع ہوا جس میں انہوں نے لکھا:

''ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔'' (پیغام صلح ۱۶/ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

حکیم نورالدین کے مرنے کے بعد اقتدار و اختیارات کے حصول کا جھگڑا ہوا کہ اب سربراہ کون بنے گا؟ محمد علی لاہوری نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور اسے سربراہ ماننے سے انکار کر دیا اور قادیان چھوڑ کر لاہور چلے آئے۔ لاہور آکر لاہوری گروپ نے عام مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے مرزا غلام احمد کو مجدد اور مسیح موعود کہنے کا ڈھونگ رچایا۔ مگر جس شخص نے خود اپنی زندگی میں نبوت ملنے اور وحی آنے کا دعویٰ کیا ہو، ایسے شخص کو مجدد تو کیا ایک مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔ وہ صرف کافر و دجال اور کذاب ہی ہو سکتا ہے اور اس کے تمام پیرو، چاہے وہ اپنا کوئی سا نام رکھیں، اسی زمرہ کفار میں شامل ہوں گے۔

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی مدعی نبوت دعویٰ کرے گا تو لامحالہ فوراً کفر و ایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا۔ اس کے ماننے والے ایک امت اور نہ ماننے والے دوسری امت قرار پائیں گے اور یہ اختلاف فروعی اختلاف نہ ہوگا بلکہ بنیادی اور اصولی ہوگا۔ جب مرزا قادیانی کی کتابیں دعویٰ نبوت و رسالت سے بھری ہوئی ہیں اور نام نہاد خود ساختہ الہامات سے، جن کو وہ ''وحی'' کہتا ہے، پر ہیں اب یہ سوال نہیں کہ لاہوری، مرزائی، مرزا غلام احمد کو کیا مانتے ہیں یا کیا سمجھتے ہیں؟ بلکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ مدعی اپنے بارے میں کیا کہتا ہے؟ کیونکہ مدعی کا قول سب سے مضبوط دلیل ہوتی ہے۔

''مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری''

مثلاً اگر ایک شخص ڈاکٹر ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں ڈاکٹر ہوں اور فلاں میڈیکل کالج سے میں نے ایم بی بی ایس کیا ہے۔ دوسرا اس کو کہے کہ نہیں صاحب آپ ڈاکٹر نہیں ہیں، انجینئر ہیں! ظاہر ہے کہ بات مدعی کی مانی جائے گی اور اس کو ڈاکٹر ہی سمجھا جائے گا۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹا مدعی نبوت ہونا ثابت ہو چکا ہے تو اسے مجدد، مصلح، عالم یا عام مسلمان ماننا کھلا ہوا کفر اور زندقہ ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے کوئی شخص ابوجہل کو کہے کہ وہ مسلمان تھا۔ (نعوذ باللہ)

پوری دنیا کے علماً اور مسلمانوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی خود اس کے ماننے والے دونوں گروپ جو اپنے آپ کو ''احمدی'' کہتے ہیں (احمدی لاہوری اور احمدی قادیانی گروپ) کافر زندیق، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ وہ ہرگز ہرگز اسلامی برادری کے فرد نہیں۔

بلکہ ہمارے نزدیک لاہوری گروپ قادیانی گروپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ یہ ''مجدد، مجدد'' کا ڈھونگ رچا کر عام مسلمانوں کے لئے زیادہ دھوکے کا باعث بن رہا ہے۔

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے ان دونوں گروپ کے سربراہوں مرزا ناصر احمد اور صدرالدین لاہوری کو اسمبلی میں بلایا۔ ان دونوں نے وہاں اپنے دلائل دیئے علماً اسلام کی طرف سے جواب دعویٰ داخل کیا گیا پھر قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن اور لاہوری سربراہ صدرالدین پر دو دن تک جرح ہوتی رہی مگر دونوں مسلمانوں کی کسی دلیل کا جواب نہ دے سکے۔ لہذا ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو علم و دلائل کی روشنی میں دونوں گروپوں کو اتفاقی طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا۔

ایک اہم مسئلہ جس کی جانب میں آپ حضرات کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں، وہ ان دونوں گروپوں کے ساتھ معاشرتی و مذہبی میل جول ہے، جو شریعت اسلامیہ کے اعتبار سے قطعاً ناجائز ہے۔ میں اس سلسلہ میں رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد دلیل کے طور پر پیش کروں گا۔ جو اپریل ۱۹۷۴ء کے ایک بڑے اجتماع میں مکہ مکرمہ میں منظور ہوئی۔ جس میں اسلامی ممالک اور ۱۴۴ مسلم آبادیوں کی تنظیموں کے نمائندے شامل تھے۔ جس کی شق ۳ یہ ہے کہ:

''مرزائیوں (دونوں گروپ

سے مکمل عدم تعاون اقتصادی معاشرتی اور ثقافتی ہر میدان میں مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور ان کے کفر کے پیش نظر ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔''

اس شق کے پیش نظر تمام دنیا کے وہ مسلمان جو ان دونوں گروپوں کی ضرر رسانی اور ان کے کفر و زندقہ کا بخوبی علم رکھتے ہیں۔ اور وہ اس بات کو بھی جانتے ہیں کہ ان دونوں گروپوں کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ کے عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف خرچ ہوتا ہے۔ انہوں نے ان دونوں گروپوں کا سوشل بائیکاٹ کر رکھا ہے کیونکہ ان کے ذہن میں ہے کہ ان کے ساتھ ادنیٰ سا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے اور جو نہیں جانتے ان کو خبردار کیا جارہا ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان جہاں کہیں بھی رہتے ہیں ان دونوں گروپوں سے مکمل بائیکاٹ کریں، ان کے ساتھ میل جول، اٹھنا بیٹھنا، خرید و فروخت، ان کی دعوت میں شریک ہونا یا ان کو دعوت پر مدعو کرنا بند کردیں۔ اگر یہ مرجائیں تو ان کے کفن، دفن، جنازے میں شریک نہ ہوں اور ان کے مردوں کو اپنے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیں۔

جب کہ میں پہلے بتلا چکا ہوں کہ اسلام، عیسائی اور یہودی وغیرہ دیگر غیر مسلموں کو برداشت کرتا ہے سوائے موالات (قلبی دوستی) کے، مواسات (ہمدردی نفع رسانی) مدارات (ظاہری خوش اخلاقی) سماجی تعلقات اور معاملات کی اجازت دیتا ہے۔ عیسائی کافر ہیں مگر ان کا نبی سچا تھا۔ یہودی خود غلط ہیں مگر جن کو وہ نبی مانتے ہیں وہ صادق تھے۔ سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں سے تعلقات ہوسکتے ہیں مگر کذاب و دجال کے پیروکاروں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں اور کفر کو اسلام کا لبادہ پہنا کر دھوکہ دینے والوں سے تعلقات نہیں رکھے جاسکتے، اسلام کی غیرت کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلمانوں سے محبت کی جائے اور گستاخان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) گستاخان اسلام سے نفرت کی جائے۔

ہم مانتے ہیں کہ مغربی ممالک میں ایسا نہیں ہوتا مگر مسلمان جہاں بھی ہے، وہ پہلے مسلمان ہے بعد میں کچھ اور، اگرچہ شریعت کے اصل حکم کو ہم یہاں جاری نہیں کرسکتے مگر کم از کم جس عمل کو ہم اپنا سکتے ہیں وہ تو اپنائیں۔ وہ یہ ہے کہ ہم مرزائیوں کے دونوں گروپوں خواہ وہ لاہوری ہوں یا قادیانی، ان سے مذہبی، سماجی اور معاشرتی کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھیں، ہم نے اپنا فرض سمجھتے ہوئے آپ پر اس بات کو کھول دیا ہے اور اس سلسلے میں ملی رہنمائی کا مکمل فریضہ ادا کردیا ہے۔ اب آپ اپنی ذمہ داری نبھائیں۔

آپ حضرات سے آخری گزارش یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی مرزائی (قادیانی یا لاہوری گروپ) کو ہدایت دیدیں اور وہ مسلمان ہونا چاہے تو اس کے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرزا قادیانی سے اپنی علیحدگی اور برأت کا کھلم کھلا اظہار کرے۔ عام مجمع میں ثقہ گواہوں کے سامنے حلفیہ اقرار نامہ لکھے اور منہ سے کہتا جائے کہ میں فلاں بن فلاں سکنہ فلاں مرزا غلام احمد قادیانی کو دجال کذاب، کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور اس کو نبی، رسول، مسیح موعود، مہدی معہود، مجدد، مصلح، عالم یا مسلمان نہیں مانتا اور اسی طرح اس کے ماننے والے گروہوں کو خواہ وہ مرزائی قادیانی ہوں یا مرزائی لاہوری (جو اپنے آپ کو احمدی قادیانی اور احمدی لاہوری کہتے ہیں) کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ آج سے میرا تعلق ان سے ختم ہے اور آئندہ میں ان سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھوں گا۔ جو میرا مرزائی لاہوری یا قادیانی گروہ (جو اپنے کو احمدی قادیانی، احمدی لاہوری کہتے ہیں) سے تعلق تھا اس پر میں سب لوگوں اور ان گواہوں کے سامنے توبہ کرتا ہوں اور اپنے اسلام لانے کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ اسلام نامہ و توبہ نامہ ہر بالغ مرد و عورت کے لئے ضروری ہے۔ ہم نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے تعلق سے چند چیزوں پر روشنی ڈالی ہے:

☆ ...... قادیانی اور لاہوری دونوں گروپوں کو کافر سمجھا جائے۔

☆ ...... ان سے دنیا بھر میں مذہبی معاشرتی مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور اگر ان میں سے کوئی مسلمان ہونا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں سے اپنی علیحدگی اور برأت کا اظہار کرے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس ذمہ داری سے ضرور عہدہ برآ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

﴿وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین﴾

مولانا اللہ وسایا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی قرآن کریم کی روشنی میں

سوال :۵:...... سورۂ آل عمران میں ارشاد خداوندی ہے: ''ورافعک'' اور سورۂ نساء میں فرماتے ہیں: ''بل رفع اللہ الیہ'' دونوں مقامات پر قادیانی رفع سے مراد رفع روحانی یا رفع درجات لیتے ہیں، آپ ان کے مؤقف کا اس طرح رد کریں جس سے قادیانی دجل تارتار ہوجائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ثابت ہو؟

جواب:...... یہ بات بھی قادیانی دجل کا شاہکار ہے کہ وہ کہیں رافعک اور بل رفعہ اللہ میں رفع روح مراد لیتے ہیں، اور جب ان پر یہ اعتراض ہو کہ تمہارے (قادیانی) عقیدہ کے مطابق تو مسیح علیہ السلام صلیب سے اتر کر زخم اچھے ہونے کے بعد کشمیر چلے گئے اور ستاسی سال بعد ان کی موت واقع ہوئی، تو موت کے بعد رفع روح ہوا، حالانکہ یہ قرآن کے اسلوب بیان کے خلاف اس لئے کہ چاروں وعدوں میں سے تین وعدے جو براہ راست مسیح علیہ السلام کی ذات (جسم مبارک) سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک ہی وقت میں ایک ساتھ ان کا ایفاء ہوا۔ تو قادیانی مجبوراً پھر اس سے فوراً رفع درجات پر آجاتے ہیں جس طرح قادیانیوں کو ایمان کا قرار (سکون) نصیب نہیں اسی طرح ان کے مؤقف کو بھی قرار نہیں وہ اپنا مؤقف بدلتے رہتے ہیں کبھی رفع روح مراد لیتے ہیں، کبھی رفع درجات مراد لیتے ہیں حالانکہ یہ دونوں مؤقف غلط ہیں۔

۱...... یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ''بل رفعہ اللہ'' کی ضمیر اسی طرح راجع ہے کہ جس طرف ''قتلوہ'' اور ''صلبوہ'' کی ضمیریں راجع ہیں اور ظاہر ہے کہ ''قتلوہ'' اور ''صلبوہ'' کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک اور جسد مطہر کی طرف راجع ہیں۔ روح بلاجسم کی طرف راجع نہیں۔ اس لئے کہ قتل کرنا اور صلیب پر چڑھانا جسم ہی کا ممکن ہے۔ روح کا قتل اور صلیب قطعاً ناممکن ہے۔ لہٰذا ''بل رفعہ'' کی ضمیر اسی جسم کی طرف راجع ہوگی جس جسم کی طرف ''قتلوہ'' اور ''صلبوہ'' کی ضمیریں راجع ہیں۔

۲...... دوم یہ کہ یہود روح کے قتل کے مدعی نہ تھے بلکہ جسم کے مدعی تھے اور ''بل رفعہ اللہ الیہ'' سے اس کی تردید کی گئی ہے۔ لہٰذا بل رفعہ میں رفع جسم ہی مراد ہوگا، اس لئے کہ کلمہ بل کلام عرب میں ماقبل کے ابطال کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا بل کے ماقبل اور مابعد میں منافات اور تضاد کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ ''وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحنہ بل عباد مکرمون'' ولدیت اور عبودیت میں منافات ہے دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔ ''ام یقولون بہ جنۃ بل جاءھم بالحق'' مجنونیت اور اتیان بالحق (یعنی من جانب اللہ حق کو لے کر آنا) یہ دونوں متضاد اور متنافی ہیں یکجا جمع نہیں ہوسکتے۔ یہ ناممکن ہے کہ شریعت حقہ کا لانے والا مجنون ہو۔ اسی طرح اس آیت میں بھی ضروری ہے کہ مقتولیت اور مصلوبیت جو بل کا ماقبل ہیں وہ مرفوعیت الی اللہ کے منافی ہو جو بل کا بعد ہے اور ان دونوں کا وجود اور تحقق میں جمع ہونا ناممکن ہے اور ظاہر ہے کہ مقتولیت اور روحانی رفع بمعنی موت میں کوئی منافات نہیں محض روح کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا قتل جسمانی کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ شہداء کا جسم تو قتل ہوجاتا ہے اور روح آسمان پر اٹھائی جاتی ہے، لہٰذا ضروری ہوا کہ بل رفعہ اللہ میں رفع جسمانی مراد ہو کہ جو قتل اور صلب کے منافی ہے، اس لئے کہ رفع روحانی اور رفع عزت اور رفعت شان قتل اور صلب کے منافی نہیں بلکہ جس قدر قتل اور صلب ظلماً ہوگا، اسی قدر عزت اور رفعت شان میں اضافہ ہوگا، اور درجات اور زیادہ بلند ہوں گے نہ رفع درجات کے لئے تو موت اور قتل کچھ بھی شرط نہیں۔ رفع درجات زندہ کو بھی حاصل ہوسکتے ہیں۔ کما قال تعالیٰ ''ورفعنا لک ذکرک'' اور ''یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجۃ'' ہے۔

۳...... یہود حضرت مسیح علیہ السلام کے جسم کے قتل اور صلب کے مدعی تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کے ابطال کے لئے بل رفعہ اللہ فرمایا، یعنی تم غلط کہتے ہو کہ تم نے اس کے جسم کو قتل کیا، یا صلیب پر چڑھایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کو صحیح وسالم آسمان پر اٹھالیا، نیز اگر رفع سے رفع روح بمعنی موت مراد ہے تو قتل اور صلب کی نفی سے کیا فائدہ؟ قتل اور صلب سے غرض موت ہی ہوتی ہے اور بل اضرابیہ کے بعد کو بصیغہ ماضی لانے میں

اس طرف اشارہ ہے کہ رفع الی السماء باعتبار ماقبل کے امر ماضی ہے۔ یعنی تمہارے قتل اور صلب سے پہلے ہی ہم نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ جیسا کہ بل جاءھم بالحق میں صیغہ ماضی اس لئے لایا گیا کہ یہ بتلادیا جائے کہ آپ کا حق کو لے کر آنا کفار کے مجنون کہنے سے پہلے ہی واقع ہو چکا ہے۔ اسی طرح بل رفعہ اللہ بصیغہ ماضی لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ رفع الی السماء ان کے مزعوم اور خیالی قتل اور صلب سے پہلے ہی واقع ہو چکا ہے۔

۴:...... جس جگہ لفظ رفع کا مفعول یا متعلق جسمانی شے ہوگی تو اس جگہ یقیناً جسم کا رفع مراد ہوگا ،اور اگر رفع کا مفعول اور متعلق درجہ یا منزلہ یا مرتبہ یا امر معنوی ہو تو اس وقت رفع مرتبت اور بلندی رتبہ کے معنی مراد ہوں گے۔ کما قال تعالیٰ: ’’ورفعنا فوقکم الطور‘‘ ’’اٹھایا ہم نے تم پر کوہ طور‘‘ ’’اللہ الذی رفع السمٰوٰت بغیر عمد ترونھا‘‘ ’’اللہ ہی نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔‘‘ ’’واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل‘‘ یاد کرو اس وقت کو کہ جب ابراہیم بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور اسمٰعیل ان کے ساتھ تھے۔ ’’ورفع ابویہ علی العرش‘‘ یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت کے اوپر بٹھایا۔ ان تمام مواقع میں لفظ رفع اجسام میں مستعمل ہوا ہے اور ہر جگہ رفع جسمانی مراد ہے اور ورفعنالک ذکرک ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا اور ورفعنا بعضھم فوق بعض درجۃ ہم نے بعض کو بعض پر درجہ اور مرتبہ کے اعتبار سے بلند کیا۔ اس قسم کے مواقع میں رفعت شان اور بلندی رتبہ مراد ہے۔ اس لئے کہ رفع کے ساتھ خود ذکر اور درجہ کی قید یعنی قرینہ مذکور ہے۔

قادیانی اشکال:

ایک حدیث میں ہے:

’’اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ‘‘

(رواہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق)

ترجمہ: ’’جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ساتویں آسمان پر اٹھالیتے ہیں۔‘‘ اس حدیث کو خرائطیؒ نے اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ (کنزالعمال ص:۱۱۵ ج۲)

اس روایت کو مرزائی بہت خوش ہوکر بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ رفع کا مفعول جسمانی شے ہے اور الی السماء کی بھی تصریح ہے، مگر باوجود اس کے رفع سے رفع جسمی مراد نہیں بلکہ رفع معنوی مراد ہے۔

جواب:...... یہ ہے کہ یہاں مجاز کے لئے قرینہ عقلیہ قطعیہ موجود ہے کہ یہ اس زندہ کے حق میں ہے جو لوگوں کے سامنے زمین پر چلتا ہے اور تواضع کرتا ہے تو اس کا مرتبہ اور درجہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ساتویں آسمان کے برابر بلند اونچا ہے، ظاہر ہے کہ یہاں رفع جسم مراد نہیں بلکہ رفع درجات مراد ہے۔ غرض یہ کہ رفع کے معنی بلندی رتبہ مجازاً بوجہ قرینہ عقلیہ لئے گئے اور اگر کسی کم عقل کی سمجھ میں یہ قرینہ عقلیہ نہ آئے تو اس کے لئے قرینہ قطعیہ بھی موجود ہے، وہ یہ کہ کنزالعمال میں روایت مذکورہ کے بعد ہی علی الاتصال یہ روایت مذکور ہے: ’’من یتواضع للہ درجۃ یرفعہ اللہ درجۃ حتی یجعلہ فی علیین‘‘ یعنی جس درجہ کی تواضع کرے گا، اسی کے مناسب اللہ اس کا درجہ بلند فرمائیں گے، یہاں تک کہ جب وہ تواضع کے آخری درجہ پر پہنچ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو علیین میں جگہ دیں گے، جو علو اور رفعت کا آخری مقام ہے۔ اس حدیث میں صراحتاً لفظ درجہ کا مذکور ہے اور قاعدہ مسلمہ ہے الحدیث یفسر بعضہ بعضا ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر اور شرح کرتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ رفع کے معنی اٹھانے اور اوپر لے جانے کے ہیں، لیکن وہ رفع کبھی اجسام کا ہوتا ہے اور کبھی معانی اور اعراض کا ہوتا ہے اور کبھی اقوال اور افعال کا، اور کبھی مرتبہ اور درجہ کا جہاں رفع اجسام کا ذکر ہوگا، وہاں رفع جسمی مراد ہوگا اور جہاں رفع اعمال اور رفع درجات کا ذکر ہوگا وہاں رفع معنوی مراد ہوگا۔ رفع کے معنی تو اٹھانے اور بلند کرنے ہی کے ہیں، باقی جیسی شے ہوگی اس کا رفع اسی کے مناسب ہوگا۔

۵:...... یہ کہ اس آیت کا صریح مفہوم اور مدلول یہ ہے کہ جس وقت یہود نے حضرت مسیح کے قتل اور صلب کا ارادہ کیا تو اس وقت قتل اور صلب نہ ہوسکا بلکہ اس وقت حضرت مسیح کا اللہ کی طرف رفع ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ یہ رفع جس کا بل رفعہ اللہ میں ذکر ہے حضرت عیسیٰ کو پہلے سے حاصل نہ تھا بلکہ یہ رفع اس وقت ظہور میں آیا کہ جس وقت یہود ان کے قتل کا ارادہ کررہے تھے اور وہ رفع جو ان کو اس وقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ اس وقت بجسدہ العنصری صحیح وسالم آسمان پر اٹھالئے گئے، رفعت شان اور بلندی مرتبہ تو ان کو پہلے ہی سے حاصل تھا اور وجیھا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین کے لقب سے پہلے ہی سرفراز ہو چکے تھے۔ لہٰذا اس آیت میں وہی رفع مراد ہوسکتا ہے کہ جو ان کو یہود کے ارادہ قتل کے وقت حاصل ہوا یعنی رفع جسمی اور رفع عزت و منزلت اس سے پہلے ہی ان کو حاصل تھا، اس مقام پر اس کا ذکر بالکل بے محل ہے۔

۶:...... یہ کہ یہود کی ذلت و رسوائی اور حسرت اور ناکامی اور عیسیٰ علیہ السلام کی کمال عزت و رفعت بجسدہ العنصری صحیح و سالم آسمان پر اٹھائے جانے ہی میں زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ یہ کہ رفعت شان اور علو مرتبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں،

زندہ اہل ایمان اور زندہ اہل علم کو بھی حاصل ہے۔ کما قال تعالیٰ: ’’یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات ‘‘ بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور اہل علم کو باعتبار درجات کے۔

۷:...... یہ کہ اگر آیت میں رفع روحانی بمعنی موت مراد ہو تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ رفع روحانی بمعنی موت یہود کے قتل اور صلب سے پہلے واقع ہوا جیسا کہ: ’’ام یقولون بہ جنۃ بل جاءہم بالحق، ویقولون ائنا لتارکوا اٰلھتنا لشاعر مجنون، بل جاء بالحق‘‘ ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق کو لے کر آنا ان کے شاعر اور مجنون کہنے سے پہلے واقع ہوا اسی طرح رفع روحانی بمعنی موت کو ان کے حق اور صلب سے مقدم ماننا پڑے گا، حالانکہ مرزا صاحب اس کے قائل نہیں۔ مرزا صاحب تو (العیاذ باللہ) یہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یہود سے خلاص ہو کر فلسطین سے کشمیر پہنچے اور عرصہ دراز تک بقید حیات رہے اور اسی عرصہ میں اپنے زخموں کا علاج کرایا اور پھر طویل مدت کے بعد یعنی ستاسی سال زندہ رہ کر وفات پائی اور سری نگر کے محلہ خان یار میں مدفون ہوئے اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ لہٰذا مرزا صاحب کے زعم کے مطابق عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی: ’’وما قتلوہ بالصلیب بل تخلص منھم وذھب الی کشمیر واقام فیھم مدۃ طویلۃ ثم اماتہ اللہ ورفع الیہ‘‘۔

۸:...... یہ کہ رفع روحانی بمعنی موت لینے سے وکان اللہ عزیزا حکیما کے ساتھ مناسبت نہیں رہتی۔ اس لئے کہ عزیز اور حکیم اور اس قسم کی ترکیب اس موقع پر استعمال کی جاتی ہے کہ جہاں کوئی عجیب و غریب اور خارق العادات امر پیش آیا ہو، اور وہ عجیب و غریب امر جو اس مقام پر پیش آیا وہ رفع جسمانی ہے۔ اس لئے کہ جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے، وہ عزت والا اور غلبہ والا اور قدرت والا ہے اور نہ یہ خیال کرے کہ جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا خلاف حکمت اور خلاف مصلحت ہے، وہ حکیم ہے اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں، دشمنوں نے جب حضرت مسیح پر ہجوم کیا تو اس نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلا دیا کہ اپنے نبی کو آسمان پر اٹھالیا اور جو دشمن قتل کے ارادہ سے آئے تھے انہی میں سے ایک کو اپنے نبی کا ہم شکل اور شبیہ بنا کر انہیں کے ہاتھ سے اس کو قتل کرادیا اور پھر اس شبیہ کے قتل کے بعد ان سب کو شبہ اور اشتباہ میں ڈال دیا۔

رفع کے معنی عزت کی موت نہ کسی لغت سے ثابت ہے نہ کسی محاورہ سے اور نہ کسی فن کی اصطلاح ہے، محض مرزا صاحب کی اختراع اور گھڑت ہے۔ البتہ رفع کا لفظ محض اعزاز رفع جسمانی کے منافی نہیں اعزاز اور رفع جسمانی دونوں جمع ہو سکتے ہیں نیز اگر رفع سے عزت کی موت مراد ہو تو نزول سے ذلت کی پیدائش مراد ہونی چاہئے، اس لئے کہ حدیث میں نزول کو رفع کا مقابل قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ نزول کے یہ معنی مرزا صاحب کے ہی مناسب ہیں۔

۹:...... رہا یہ امر کہ آیت میں آسمان میں جانے کی کوئی تصریح نہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ (اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھالیا) اس کلام کے معنی ہی یہ ہیں کہ اللہ نے آسمان پر اٹھالیا جیسا کہ: ’’تعرج الملائکۃ والروح الیہ ‘‘ کے معنی یہ ہیں کہ فرشتے اور روح الامین اللہ کی طرف چڑھتے ہیں یعنی آسمان پر۔ وقال تعالیٰ: ’’الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ ‘‘ اللہ ہی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عمل صالح کو اوپر اٹھاتا ہے یعنی آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ اسی طرح بل رفعہ اللہ الیہ میں آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہوگا، اور جس کو خدائے تعالیٰ نے ذرا بھی عقل دی ہے وہ سمجھ سکتا ہے بل رفعہ اللہ الیہ کے یہ معنی کہ خدا نے ان کو عزت کی موت دی، یہ معنی جس طرح لغت کے خلاف ہیں اسی طرح سیاق و سباق کے بھی خلاف ہیں۔ اسی طرح کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باسناد صحیح یہ منقول ہے:

’’لما اراد اللہ ان یرفع عیسیٰ الی السماء۔‘‘ (تفسیر ابن کثیر ص۹ ج۳)

’’جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھانے کا ارادہ فرمایا الیٰ آخر القصہ‘‘

اس کے علاوہ متعدد احادیث میں آسمان پر جانے کی تصریح موجود ہے وہ احادیث ہم نقل کر چکے ہیں۔

۱۰:...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

’’لہٰذا یہ امر ثابت ہے کہ رفع سے مراد اس جگہ موت ہے، مگر ایسی موت جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ مقربین کے لئے ہوتی ہے کہ بعد موت کے ان کی روحیں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں:

’’فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۹۹ خورد، روحانی خزائن ص۲۲۳،۲۲۴ ج۳)

مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ رفع سے ایسی موت مراد ہے جو عزت کے ساتھ ہو جیسے مقربین کی موت ہوتی ہے کہ ان کی روحیں مرنے کے بعد علیین تک پہنچ جاتی ہیں۔ اس عبارت سے خود واضح ہے کہ بل رفعہ اللہ سے آسمان پر جانا مراد ہے۔ اس لئے کہ علیین اور ’’مقعد صدق‘‘ تو آسمان ہی میں ہیں۔ بہرحال آسمان پر جانا تو مرزا صاحب کو بھی تسلیم ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ آسمان پر حضرت مسیح بن مریم کی فقط روح گئی یا روح اور جسد دونوں گئے، سو یہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ آیت میں بجسدہ العنصری رفع مراد ہے۔

(دوسرا حصہ)

تحریر: (مولانا) محمد اشرف کھوکھر

توضیح و تشریح العلیم ﷺ

جو پایا علم سے بشر نے فرشتوں نے وہ پایا نہ پایا

ایک طرف جدید تعلیم یافتہ طبقہ ہے جو اپنے ہاتھوں اپنے اسلامی تشخص کو تباہ و برباد کر رہا ہے تو دوسری طرف بے علمی کی گھپ اندھیری رات میں ناخواندہ ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ ایک طرف امرا طبقہ کی اولادیں سگریٹ کے دھوئیں میں اپنے اسلاف کی عظمت رفتہ کو برباد کر رہے ہے تو دوسری طرف دینی مدارس کے طلبہ مفلوک الحال ہونے کی بنا پر علمی تشنگی بجھانے کی سرتوڑ کوششیں بارآور نہیں ہو پاتیں...... دونوں صورتوں کے بگاڑ کی اصلاح کا ذمہ دار کون ہے؟ اصحاب اقتدار یا معاشرہ؟

سرزمین حجاز کی بے آب و گیاہ وادی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مرکز وحدانیت کعبۃ اللہ کی تکمیل کے بعد بارگاہ رب العزت میں خشوع و خضوع سے دعائیں مانگیں جن میں علم کا بھی ذکر ہے۔ آپ کی دعائیں مستجاب ہوئیں آپ کی اولاد میں سے آخری نبی و رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تاقیامت قیامت تمام بنی نوع انسان کے لئے مبعوث فرمایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی سب سے پہلی سورۂ علق کی ابتدائی آیات میں سے چار میں علم کا ذکر ہے۔ بعثت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مکہ کے صرف سترہ افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ علم کی اشاعت کے بنیادی ذرائع دو ہیں (۱) زبان (۲) قلم۔

پہلی ہی وحی میں فرمایا: ''علم بالقلم'' اسی طرح سورۂ رحمٰن میں ارشاد ہوا: ''علمہ البیان'' رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم لسان وحی ترجمان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید کے ذریعہ ترویج علم کا سلسلہ پہلی وحی کے ساتھ ہوا اور چالیس صحابہ کرامؓ کو بیان وحی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

اہل مکہ کی جبر و استبداد سے تنگ آ کر رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بحکم خدا مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد ایک طرف ایک سائبان (چبوترہ) جسے ''صفہ'' کہتے ہیں بنایا گیا جہاں بے ٹھکانہ مہاجر اور دور دراز سے آئے ہوئے طلباً قیام کرتے اور پڑھنا لکھنا سیکھتے اور کسب حلال میں بھی مصروف رہتے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت صہیب رومیؓ حضرت بلال حبشیؓ اور حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہم جیسے عظیم صحابہ کرامؓ کا شمار مشہور و معروف اصحاب صفہ میں ہوتا ہے۔

رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے تو صحابہ کرامؓ کے دو حلقے موجود تھے ایک حلقہ کے لوگ نفل نمازوں میں مصروف تھے جبکہ دوسرے حلقے میں درس و تدریس ہو رہا تھا۔ دونوں حلقوں کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ملتجیانہ نظروں سے دیکھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درس و تدریس کے حلقہ کو شرف ہمنشینی سے نوازا۔

جب پہلی اسلامی مملکت مدینہ منورہ کا قیام عمل میں آ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اطراف جوانب سے سربراہوں کے خطوط آنے لگے جو عبرانی اور سریانی زبان میں ہوتے تھے آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو ان زبانوں پر عبور حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ جنگ بدر کے قیدیوں نے زرفدیہ کے معاوضہ میں مدینہ کے دس دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھایا۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''رشک بس دو آدمیوں پر ہونا چاہئے ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم دیا اور اس نے حق کے کاموں میں صرف کیا۔ دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت یعنی علم دین سے نوازا اور وہ حکمت کے ذریعے فیصلے کرتا ہے اور حکمت کی تعلیم بھی دیتا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے ابوہریرہؓ قرآن کو سیکھو اور لوگوں کو سیکھاؤ اور جب تک تم کو موت آئے اس میں مشغول رہو۔ اگر تم کو اس مشغولیت میں موت آئی تو سمجھو کہ تمہاری قبر پر فرشتے اسی طرح آئیں گے جس طرح لوگ حج بیت اللہ کو جاتے ہیں۔"

العلیم جل جلالہ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ "خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔" (سورۂ فاطر: ع:۱۶)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا ثواب کا سلسلہ اس سے منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزوں کے ثواب کا سلسلہ باقی رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، علم جس سے نفع حاصل کیا جائے، صالح اولاد جو مرنے کے بعد اس کے لئے دعا کرے۔" (مشکوٰۃ باب العلم:۳۲)

ایک اور حدیث مبارکہ ہے کہ:

"عالم باعمل کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ امتی پر۔"

کبھی فرمایا:

"میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔" (جیسا کہ ہم سطور بالا میں اس کا ذکر کرچکے ہیں)

علم دین ہم تک براہ راست نہیں پہنچا بلکہ چودہ سو سال سے علماء حق نے بے پناہ مشقتیں، کلفتیں، صعوبتیں برداشت کیں اور علم کی امانت کو ہم تک پہنچایا ہے۔

امام بخاریؒ جن کی صحیح بخاری کو "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان کو زمانہ طالب علمی میں غربت نے اتنا مجبور کیا کہ جنگل کی بوٹیاں کھا کر گزارہ کیا۔ (مقدمہ فتح الباری)

فن حدیث کے عظیم امام ابو حاتم رازیؒ نے چودہ برس بصرہ میں انتہائی تنگدستی اور عسرت میں گزارے یہاں تک کہ علم دین کے لئے اپنے تن کے کپڑے بھی بیچ دیئے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

حافظ الحدیث حجاج بغدادیؒ نے تحصیل علم کے لئے نکلے تو مفت ماں باپ نے ۱۰۰ روٹیاں دیں اس وقت تک علم حاصل کرتے رہے جب تک زاد راہ موجود رہا، جب ختم ہوا تو اپنے مشفق استاد کا دروازہ چھوڑنا پڑا۔ (ایضاً)

امام ابو حاتم رازیؒ نے حصول علم کے لئے ہزاروں میل کا سفر طے کیا۔ امام ابن جوزیؒ معروف محدث گزرے ہیں جن کے بقول انہوں نے دو ہزار جلدیں اپنے ہاتھ سے لکھیں۔ امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ امام شافعیؒ اور دیگر علماء حق علم کے حصول اور علم کے تحفظ کے لئے اگر مشقتیں نہ اٹھاتے اور ہزاروں میل سفر کرکے ایک ایک حدیث مبارکہ جمع نہ کرتے تو نہ جانے ہم آج کیا ہوتے؟؟؟

گرمی، سردی، بھوک، پیاس کی شدت برداشت نہ کرتے تو علم کی امانت ہم تک نہ پہنچتی۔ امام مالکؒ کو وقت کے حکمرانوں کی ہاں میں ہاں نہ ملانے کی پاداش میں ستر کوڑے مارے گئے۔ اونٹ کی ننگی پیٹھ پر پورے شہر کا گشت کرایا گیا۔

امام احمد بن حنبلؒ کو خلق قرآن کے مسئلہ میں مامون، معتصم اور واثق تین خلفاء کے عہد میں مصیبتوں کے پہاڑ توڑے گئے، ظلم وستم کی چکی چلائی گئی، کبھی ہتھکڑیوں بیڑیوں اور بھاری زنجیروں میں جکڑا گیا، تازہ دم جلاد ننگی پیٹھ پر درے مارتے اور درندگی اور سبعیت کی انتہا کردیتے تھے لیکن قربان جائیے علماء حق کی استقامت پر کہ ان کے پائے استقامت میں ذرا بھر فرق نہ آئی۔

برصغیر پاک وہند کی تاریخ پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی سامراج نے اسلامی عقائد کو بگاڑنے اور اسلامی تاریخ کو مسخ کرکے اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے مختلف فتنے کھڑے کئے جن میں فتنہ قادیانیت سرفہرست ہے لیکن علماء حق نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن، سید حسین احمد مدنی، سید احمد شہید اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ کی سوانح حیات پڑھئے، جیلوں، کالے پانی کی سزاؤں، درختوں اور پھانسی گھروں سے پوچھئے کہ وہ عظیم انسان کون تھے؟ جنہوں نے حق کا بول بالا کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیا۔

خوشا وہ آبلہ پا کاروان اہل جنوں
لٹا گیا جو بہاروں پہ اپنی سرخی خون

ہمارے پاس کائنات کی سب سے بڑی امانت ہے، کتاب اللہ کی امانت ہے سنت رسولؐ کی امانت، صحابہ کرامؓ اور اولیاء و اتقیاء کا راہ سلوک ہے۔

ہم تیم وزر کے انبار، وزارت وحکومت، کوٹھی اور بنگلوں کو انبیاؑ کی وراثت پر ترجیح قطعاً نہیں دیتے۔

ہم نبی کی وراثت، پیام نبوت کی دعوت، دین کی صداقت وحقانیت کو سلام کرتے ہیں۔ تحفظ ناموس رسالت، تحفظ ناموس صحابہؓ کی حفاظت سعید بن جبیرؒ کی عزیمت، امام ابوحنیفہؒ کی حکایت، امام مالکؒ کی حق گوئی و بے باکی، امام احمد بن حنبلؒ کی استقامت، امام ابن تیمیہ کی جرأت، مجدد الف ثانیؒ کی جہد مسلسل، شاہ ولی اللہ کی بصیرت، سید احمد شہیدؒ اور سید اسمٰعیل شہیدؒ کی شہادت، قاسم نانوتویؒ کے علم وحکمت، شیخ الہندؒ کی دینی غیرت وحمیت، مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی دعوت وتبلیغ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی تڑپ، حضرت حسین احمد مدنیؒ کی عظمت اور شوق شہادت، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی فصاحت و بلاغت، حضرت مولانا احسان احمد شجاع آبادیؒ کی شجاعت، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی معاملہ فہمی، مولانا لال حسین اخترؒ کی حق گوئی، سید محمد یوسف بنوریؒ کی استقامت اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی تحفظ ناموس رسالت پر شہادت کو سلام کرتے ہیں۔

زہے نصیب کہ اللہ جل جلالہ نے علمائے حق کو انبیاؑ علیہم السلام کا وارث بنایا اور انہوں نے اسی بار امانت کو ہم تک پہنچانے میں اپنا سب کچھ قربان کردیا۔

قربانت شوم ایں مرتبہ عظیم است
یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہی کے اتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی
انہی کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے
ان ہی کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی
رہیں دنیا میں اور دنیا سے بے تعلق ہوں
پھریں دریا میں اور ہرگز کپڑوں کو نہ لگے پانی
اگر خلوت میں بیٹھے ہوں تو جلوت کا مزہ آئے
اور آئیں اپنی جلوت میں تو ساکت ہو خندانی

یارب العالمین ہم سب کو علم نافع اور اس پر عمل کرکے دونوں جہاں کی کامیابی اور کامرانی عطا فرما۔ آمین۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی ملک وقوم کی ترقی کا دارومدار علم پر ہے جو قوم جتنی تعلیم یافتہ اور اس علم نافع پر عمل کرنے والی ہوگی وہ اتنی ہی زمانے میں معزز ہوگی لیکن انتہائی بدنصیبی یا بدقسمتی کی بات ہے کہ ہمارے ہاں تعلیم اور عمل دونوں کا فقدان ہے شہروں کے باسی عصری تعلیم یافتہ مغرب کی اندھی تقلید میں اپنے اسلامی تشخص کو خود اپنے ہاتھوں ختم کرنے کے درپے ہیں تو دوسری طرف دیہاتوں میں ناخواندگی کا دوردورہ ہے، تعجب ہے کہ دیئے کی روشنی میں پڑھنے والے دیہاتی نوجوانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح شہروں کی طرف ہانکا جاتا ہے اور ان کی بیس بائیس سال حصول تعلیم کی محنت ومشقت کا خون کردیا جاتا ہے۔

دینی تعلیم حاصل کرنے والے وہ غریب اور نادار بچے جو حصول تعلیم کے لئے ہزاروں کلومیٹر سفر طے کرکے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ انہیں عصر حاضر کی چیرہ دستیاں برداشت کرتے ہوئے تعلیم سے فراغت کے بعد کال کوٹھڑیوں میں بند کردیا جاتا ہے۔ مختلف ذرائع سے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ صلہ رحمی سے محروم کرکے اضافی بوجھ کے ذریعے ان کی نسل نو پر توجہ مرکوز نہ ہونے کی بناء پر یہودیت نصرانیت اور مغرب کی اندھی تقلید کی طرف دھکیلا جاتا ہے۔ ایک طرف دن کے مسافروں کو پھر اندھیرے کی طرف لے جانے کی کوشش کی جاتی ہے تو دوسری طرف رات کے مسافروں کے لئے مٹی کے دیئے کی بجائے روشنی کے انتظام میں غفلت و لاپرائی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح کی صورت حال کا ذمہ دار کون ہے؟

ن کے ذمہ دار ملک کے اصحاب اقتدار ہوں یا معاشرہ، بہرحال امارت اور غربت کے معیار کی بجائے تعلیم اور صلاحیتوں کے معیار پر پورا اترنے والوں کو ملک وقوم کی تعمیر وترقی میں حصہ دار بنایا جائے تو کچھ بعید نہ ہوگا کہ ہمارا معیار تعلیم بلند ہو اور ہم دین و دنیا کی فلاح کی طرف گامزن ہوں۔

میں! آپ اور ہم سب علم کو دوسروں تک پہنچانے والے ہیں رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ ہے کہ: "بلغوا عنی ولو آیۃ" اسی طرف علم کو دوسروں تک پہنچانے والوں کو رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی ہے ارشاد فرمایا:

"اللہ اس کو تر وتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور جیسی سنی ویسی ہی پہنچادی، کیونکہ بہت سے وہ لوگ جن کو بات پہنچائی گئی (اصل) سننے والوں سے زیادہ محفوظ رکھنے والے ہیں۔"

اللہ علیم وخبیر ہمیں علم نافع سے بہرہ مند فرماکر دین ودنیا کی کامیابی اور سرخروئی سے ہمکنار فرمائے۔

(آمین)

تحریر: مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی

اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس کا آغاز حضرت آدم سے ہوا اور رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہو گیا اب تا قیام قیامت تمام بنی نوع انسان اسی چشمہ صافی سے سیراب ہو کر حق کو پا سکتے ہیں اور دارین کی کامیابی و کامرانی کو سمیٹ سکتے ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغربی میڈیا کے معاندانہ رویہ، پروپیگنڈوں، حملوں اور سازشوں کے پیش نظر بظاہر لگتا ہے کہ مسلمان شکست خوردہ ہو چکے ہیں لیکن الحمد للہ! معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند میں شائع ہونے والی رپورٹ میں کثیر تعداد نو مسلموں کے مختصر تاثرات کے حوالے سے آئیے! دیکھتے ہیں کہ اسلام عصری ترقیات اور انقلابات کا ساتھ دیتے ہوئے کتنی ترقی کر رہا ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف آئے دن ہونے والے واقعات، پروپیگنڈوں، حملوں اور سازشوں کے پیش نظر عام طور پر لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ غالباً اسلام نئے زمانہ کے مسائل اور مشکلات کے حل اور ازالہ کی پوری صلاحیت نہیں رکھتا اور نئی زمانہ اسلام پر مضبوطی سے جمے رہنے والے افراد عصری ترقیات اور انقلابات کا ساتھ نہیں دے سکتے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ خیال اس وقت بالکل بے وزن ہوا ثابت ہوتا ہے جب ہم اسلام کا دائرہ پھیلتا اور حیرت انگیز ترقی کرتا دیکھتے ہیں، آخر کیا وجہ ہے کہ اسلام دلوں میں گھر کرتا جا رہا ہے اور اس کے پیروکار بڑھتے ہی جا رہے ہیں؟ اگر اسلام مسائل کے حل کرنے میں ناکام ہوتا ہے تو پھر اس کا دائرہ بجائے پھیلنے کے سمٹنا اور سکڑنا چاہئے۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ:

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

یہی وجہ ہے کہ تمام تر دشمنانہ سرگرمیوں، سازشوں اور پیہم حملوں کے باوجود دین اسلام کے حلقہ بگوش عالمی سطح پر روز افزوں ہیں، المغرب کی وزارت اوقاف کے سروے اور اعداد و شمار کے بموجب گزشتہ تین سالوں میں مغرب میں چوبیس سو (۲۴۰۰) افراد حلقہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں، تین سال کی مختصر مدت میں یہ رفتار بڑی خوش آئند اور امید افزا بھی ہے اور خوش کن و حوصلہ افزا بھی، ان نو مسلم افراد نے مخصوص کمیٹی کے سامنے اپنے اسلام کی تصدیق کی اور گواہوں نے ان کے بیان کی مکمل تصدیق و تائید بھی کی۔ سروے رپورٹ میں یہ ذکر بھی آیا ہے کہ مختلف ممالک میں اسلام کی طرف میلان و رجحان کا سلسلہ تیز تر ہو رہا ہے جن میں یورپی، امریکی، افریقی اور ایشیائی ممالک سرفہرست ہیں۔

نو مسلموں کی کثرت کے لحاظ سے ان ممالک میں سب سے پہلا نام فرانس کا ہے، اس کے بعد علی الترتیب اٹلی، جرمن، اسپین، بلجیک، ہالینڈ، امریکہ، سوئیسرا، برطانیہ اور روس کا ہے۔

۱۹۹۸ء میں ۲۳۵ فرانسیسی افراد نے مغرب میں اسلام قبول کیا۔ ۱۹۹۹ء میں مزید ۳۱۰ افراد مشرف بہ اسلام ہوئے اور پھر ۲۰۰۰ء میں ۳۴۰ افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اس لحاظ سے ہر سال تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

دوسرا نمبر اٹلی کا ہے۔ ۱۹۹۸ء میں ۲۶ اطالوی افراد نے اسلام قبول کیا۔ ۱۹۹۹ء میں ۱۳۳ افراد اور ۲۰۰۰ء میں ۱۹۰ افراد اسلام لائے۔

سروے رپورٹ کے مطابق بعض مغربی یہودیوں نے بھی اسلام قبول کیا ہے۔ ۱۹۹۸ء میں ۶ یہودی اسلام لائے اور ۱۹۹۹ء میں ۴ کا مزید اضافہ ہوا۔ یہ نو مسلم افراد مختلف پیشوں اور کاموں سے منسلک ہیں۔ ان میں کچھ کالجز اور یونیورسٹیز کے لکچررز اور پروفیسرز ہیں۔ کچھ ریسرچ اسکالرز ہیں، کچھ ملازم پیشہ افراد ہیں۔ بعض ریٹائرڈ ہیں اور ایک قابل ذکر تعداد ان نوجوانوں کی بھی ہے جو ابھی اپنی عمر کے دوسرے دہے ہی میں ہیں۔

ان نو مسلموں کے بیانات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مغربی کھوکھلی تہذیب کے روحانی مہیب خلا کو محسوس کر رہے تھے اور مادیت کے اس طوفان بلا خیز میں انہیں روحانیت کے اس سہارے اور آسرے کی جستجو تھی جو انہیں طوفان کے تھپیڑوں سے نکال کر ساحل مراد تک پہنچا سکے۔ چونکہ ان علاقوں میں بسنے والے مسلمانوں کے ساتھ ان کے معاشرتی تعلقات و روابط اور اٹھنا بیٹھنا تھا، اس کے نتیجہ میں انہیں اسلام نظام حیات و معاشرہ اور

روحانیت و مادیت کے عجیب وغریب معتدل امتزاج کا مشاہدہ ہوا، پھر اسلام کی طرف ان کا میلان بڑھتا گیا، ان کی پیاس بجھتی اور تشنگی ختم ہوتی گئی، بالآخر وہ اسلام کے سایہ رحمت میں پناہ گزیں ہوگئے۔

فرانس کے شمالی علاقہ میں واقعہ شہر ''لیل'' کا فرانسیسی باشندہ ''میثیل'' جو حال ہی میں مشرف بہ اسلام ہوا ہے، جس کی عمر ۲۵ سال ہے، وہ اپنے اسلام لانے کی وجہ بتاتا ہے کہ اس کے مسلمان بیوی ''معنیة'' اس کے اسلام لانے کا واحد اہم سبب بنی ہے، اس معنیة کو دیکھا، پسند کیا اور اس سے ازدواجی تعلقات جوڑنے کی کوشش کی، ابتدائی ملاقاتوں میں اس نے اسے پکا مسلمان مذہبی اقدار و اخلاق کی پابند پایا، معنیة نے شادی کی یہ شرط لگادی ہے کہ میثیل پہلے اسلام قبول کرلے تبھی شادی ہوسکے گی۔

میثیل کا بیان ہے کہ ابتداءً وہ اسلام قبول کرنے میں بڑا متردد رہا، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یورپ میں میڈیا اور دیگر وسائل ابلاغ کے ذریعہ اسلام کی غلط تصویر اور مسلمانوں کی کردار کشی مستقل ہوتی رہتی ہے جس سے ذہن و دماغ اسلام کے بارے میں بڑا جارحانہ اور مخالفانہ نظریہ اپنا لیتے ہیں، لیکن پھر ''معنیة'' نے میثیل کو خود اسلام کے بارے میں معلومات فراہم کیں، حوصلہ افزائی کی، اسلام کے نقطہ اتحاد و مساوات کو ذہن نشین کرایا، چنانچہ میثیل کے دل میں یہ تعلیمات گھر کرگئیں، اور عقل نے انہیں ماننا اور تسلیم کرنا شروع کردیا، پھر میثیل نے ''معنیة'' سے کچھ دنوں دور رہ کر از خود اسلام، نظام اسلام اور شریعت اسلامیہ کی اسٹڈی کی تاکہ قبول اسلام کسی دباؤ یا خارجی اثرات کے تحت نہ ہو بلکہ دل کی گہرائیوں اور اخلاص سے ہو، آخر کار اسلام کی اہمیت و جامعیت پر اسے شرح صدر ہوگیا اور یہ یقین محکم ہوگیا کہ انسانیت کو گمراہیوں، بے راہ رویوں اور بے اعتدالیوں سے صرف اسلام ہی بچاسکتا ہے، وہی نجات دہندہ ثابت ہوسکتا ہے، اور یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ مغربی ممالک میں اسلام کی شبیہ بگاڑی اور مسخ کی جارہی ہیں اور اس کی روک تھام کے لئے مستقل جدوجہد کی سخت ضرورت ہے۔

چنانچہ میثیل نے اسلام قبول کرلیا، اور اس کے بیان کے مطابق اسلام میں اسے بڑا سکون اور راحت ملی، اس کے اہل خاندان اس کے شدید مخالف ہیں، اور ہر طرف سے اس پر دباؤ ہے، مگر اسے اپنے مذہب اسلام پر حد درجہ اطمینان ہے جسے متزلزل کیا جانا ناممکن ہے۔

دوسرا واقعہ ایک امریکی خاتون ''کلوڈیا جانسن'' کا ہے جس نے قبول اسلام کے بعد اپنا نام ''فاطمہ المحمدیہ'' رکھا ہے، فاطمہ نے لائبریری سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے اور ایک یونیورسٹی میں ملازم ہے، اس کا کہنا ہے کہ اس نے اسلام کا مطالعہ شروع کیا، رفتہ رفتہ اس کی معتدل تعلیمات دل میں جگہ بنانے لگیں، پھر اس نے ''المغرب'' کا دورہ کیا، اس دورہ نے اس کے ذہن و دماغ کے دریچے کھول دیئے اور دل کی دنیا بدل کر رکھ دی، وہاں کے مسلمان معاشرہ کے روحانی سکون وامن، معاشرتی تعلقات کی پائیداری اور استحکام، باہمی الفت ومحبت کے جذبات اور مکمل وحدت واتفاق کو دیکھ کر اسے یہ محسوس ہوا کہ اس کی متاع گم شدہ کی بازیابی اسلام ہی کے ذریعہ ممکن ہے۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کیا اور ایک مغربی مسلمان سے شادی کرلی، اس کے اہل خاندان نے اس کا بائیکاٹ کردیا ہے، مگر فاطمہ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ دین کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے عربی زبان سیکھے گی اور اپنی سہیلیوں اور قریبی افراد کو بلاکر اسلام کی دعوت دے گی اور انہیں اسلام میں موجود اس روحانی اطمینان اور معاشرتی استحکام سے آگاہ کرائے گی، جو یورپ میں ناپید ہے۔

ایک اطالوی نوعمر لڑکی ''نادیہ'' کا بیان ہے کہ اس کے تعلقات ایک مسلمان مغربی لڑکی ''نعیمہ'' سے ہوئے، ''نعیمہ'' دیندار، پابند اخلاق، پردہ نشین اور متواضع لڑکی تھی، اس کے نقاب و پردہ نے نادیہ کو گرویدہ بنایا، نادیہ متنوع حرام کاموں میں پوری پوری ڈوبی ہوئی تھی اور وہ اپنی زندگی میں عجیب روحانی خلا محسوس کررہی تھی، نعیمہ نے اسے مستقل ملاقاتیں کرکے سمجھایا، اسلام کی دعوت دی، گناہوں سے باز آنے کی ترغیب دی، رفتہ رفتہ یہ باتیں نادیہ کے دل میں گھر کرگئیں یہاں تک کہ وہ مخلصانہ توبہ کرکے مشرف بہ اسلام ہوگئی۔

یہ بات باعث توجہ ہے کہ نومسلم خواتین کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہے، جب کہ اسلام پر یہ اعتراض سب سے زیادہ کیا جاتا ہے کہ وہ حقوق نسواں کا محافظ نہیں ہے۔ ایسے عالم میں خواتین کا اسلام کی طرف زیادہ میلان اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ عورتوں کو جو حقوق اور مراعات اور تقدیس وعظمت اسلام نے دی ہے وہ کسی دوسرے نظریہ و نظام میں نہیں ملتی۔

اسلام کی طرف بڑھتے ہوئے اس رجحان اور تمام تر پروپیگنڈوں کی ناکامی اور عدم تاثیر کو دیکھ کر قرآن کی اس پیشگوئی کی صد فیصد اور حرف بہ حرف تصدیق ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

ترجمہ: ''یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا فیصلہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔'' (سورۃ الصف: ۸)

☆☆..........☆☆

تحریر: شیخ الحدیث مولانا محمد مراد ہالیجوی

اسلام میں اجتہاد کی حیثیت...... اجتہاد بازیچہ اطفال نہیں

جو مسائل پہلے سے قرآن وحدیث یا صحابہ وتابعین اور فقہاء ائمہ اور سلف صالحین کے دور سے طے شدہ چلے آرہے ہیں ان میں کسی کو اپنی نفسانی خواہش کی تکمیل کے لئے یا امت مسلمہ میں انتشار پیدا کرنے کے لئے ہاتھ ڈالنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ہاں! جو نئے دور میں نئے مسائل پیدا ہوئے ہیں ان کے لئے اجتماعی اجتہاد کی ضرورت ہے کیونکہ انفرادی طور پر ایک تو سلف صالحین جیسی علمی صلاحیت بھی جدید دور کی افراتفری اور عجلت پسندی سے مفقود ہے، دوسرے قرون مشہود لہا بالخیر جیسی دیانت اور امانت بھی تقریباً ناپید ہے۔

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اسلام قیامت تک ہر دور ہر معاشرہ اور ماحول کے لئے مکمل نظام حیات ہے، اسلام کے ہر دور پر منطبق آنے کے لئے اور ہر دور کے مسائل حل کرنے کے لئے اجتہاد کی لچک رکھی گئی ہے، اگر اسلام میں اجتہاد اور قیاس کی گنجائش نہ ہوتی بلکہ سارے مسائل منصوص، ٹھوس اور بے لچک ہوتے تو اسلام اپنے نزول والے دور کے سوا کسی دوسرے دور پر بالکل منطبق نہ آسکتا نہ اس کے مسائل حل کرسکتا، اسی حکمت کے تحت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاضرورت مسائل پوچھنے سے منع فرمایا کیونکہ قرآن مجید کے نزول کے وقت جو کوئی مسئلہ پوچھا جاتا اس کا جواب قرآن مجید کے نص میں اتر جاتا اور اس میں منصوص ہونے کی وجہ سے حالات اور زمانے کے لحاظ سے تبدیلی کی کوئی لچک نہ رہتی، اس طرح مسلمان بند اور تند شرعی قواعد میں محبوس ہوکر رہ جاتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: قرآن کے نزول کے وقت اگر غیر ضروری مسائل پوچھو گے تو جواب ضرور آئے گا، اس طرح آگے چل کر آپ کو مشکل پیش آئے گی یعنی اجتہاد اور قیاس کی گنجائش نہیں رہے گی، منصوص پر ہی عمل کرنے کے پابند ہوجاؤ گے۔

لیکن اجتہاد اور قیاس کوئی بازیچہ اطفال نہیں ہے، اس کے باقاعدہ اصول وضوابط ہیں اور اجتہاد کرنے والے کے لئے قیود وشرائط ہیں ہر ایرے غیرے کو اسلام کی خوبصورت عمارت میں شگاف کرنے یا اپنے پراگندہ خیالات کو قیاس کا لبادہ پہنا کر اس کے حسین چہرہ کو مسخ کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اسی طرح جو مسائل پہلے سے قرآن وحدیث یا صحابہ وتابعین اور فقہاء ائمہ اور سلف صالحین کے دور سے طے شدہ چلے آرہے ہیں، ان میں کسی کو اپنی نفسانی خواہش کی تکمیل کے لئے یا امت مسلمہ میں انتشار پیدا کرنے کے لئے ہاتھ ڈالنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ہاں! جو نئے دور میں نئے مسائل پیدا ہوئے ہیں ان کے لئے اجتماعی اجتہاد کی ضرورت ہے کیونکہ انفرادی طور پر ایک تو سلف صالحین جیسی علمی صلاحیت بھی جدید دور کی افراتفری اور عجلت پسندی سے مفقود ہے، دوسرے قرون مشہود لہا بالخیر جیسی دیانت اور امانت بھی تقریباً ناپید ہے۔

اسلم خاکی صاحب ایڈووکیٹ نے معاصر ماہنامہ ''القانون'' ستمبر ۲۰۰۰ء میں ''چہرے کا پردہ'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جس میں اپنی بے لگام جدت اور آزادیٔ خیال کے مطابق اور بہت چیزوں کے ساتھ ساتھ زینت اور الا ماظہر منہا کی تشریح میں اسلام سے مغربی بے راہ روی اور اباحیت کا جواز نکالنے کی افسوسناک کوشش کی ہے۔

بقول خاکی صاحب زینت اور الا ماظہر منہا یعنی جو چیزیں مجبوری میں ظاہر ہوں سے ہر معاشرے میں وہاں کے عرف کے مطابق معنی مراد لیا جائے گا۔ مغربی معاشرہ میں منی اسکرٹ پہن کر ٹانگیں کھلی رکھنا بھی ان کے نزدیک الا ماظہر منہا میں شامل ہے، یعنی ان کو کھلا رکھنا درست ہوگا۔ یہ اباحیت پسند لوگ اپنی بے لگام جدت کے جوش میں ایسی ایسی باتیں کرجاتے ہیں کہ اگر ان کو یہ باتیں اپنے خاندان پر منطبق کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے تو ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اپنی بیٹیوں، بہنوں اور بیویوں کو بھی منی اسکرٹ پہنا کر مغرب جیسے شہوت پرست معاشرے میں لے کر نہیں جائیں گے؟ جن کا سب سے معتبر ترین شخص یعنی امریکا کا صدر اپنی سیکریٹری کی عزت وعصمت تار تار کردے اور جب اس کے جھوٹ کا پول مکمل رپورٹ کی بنیاد پر کھل جائے تو قوم سے اپنے جھوٹ بولنے کی معافی مانگے، لیکن بدکاری پر معذرت کرنے کی نہ کلنٹن کو ضرورت پیش آئے نہ ہی قوم اس پر گرفت کرے، قوم صرف حقیقت چھپانے اور جھوٹ

بولنے پر ناراض ہو باقی بدکاری کا عمل ہو جائے تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ یہ جدت پسند لوگ مغربی غلیظ معاشرہ کو تو ترقی یافتہ اور کھلا معاشرہ قرار دیتے ہیں، لیکن مقدس اور پاکیزہ اصولوں اور شریف معاشرہ کو بند معاشرہ اور پسماندہ معاشرہ قرار دیتے ہیں:

”برایں عقل و ہمت باید گریست“

باقی رہی چہرہ اور ہاتھ کھلا رکھنے کی بات تو کسی بھی مستند عالم دین نے اس کا عام حالات میں انکار نہیں کیا لیکن جیسا کہ مضمون نگار نے خود سلف صالحین کے محققین سے نقل کیا ہے کہ چہرہ کے خلقی یا اکتسابی غیر معمولی حسن کی وجہ سے اس کو چھپانا بھی ضروری ہے یا اگر معاشرہ میں کچھ اوباش قسم کے لوگ حریص نگاہوں سے دیکھنے کے عادی ہوں تو ان کھلے اعضاء کا پردہ بھی لازم ہے۔

مضمون نگار نے ایک شکوہ یہ بھی کیا ہے کہ علماً اپنی تحقیق کے نتیجے میں پہلے سے طے شدہ باتوں کی تصدیق کرتے ہیں کوئی نئی بات سامنے نہیں لاتے تو مضمون نگار کو سمجھ لینا چاہئے کہ اسلام میں پہلے سے دیانت امانت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ طے شدہ مسائل کی تصدیق ہی کرنی پڑے گی، ان کو چھیڑنا یا اپنی نام نہاد جدت پسندی کے زعم میں امت کو انتشار میں مبتلا کرنا علماً حق کو زیب نہیں دیتا۔ ہاں! نئے پیش آنے والے مسائل و معاملات میں علماً نے نئی رائے ظاہر فرمائی ہے، ان کو اگر دیکھنا ہو تو اس دور کے محققین علماً کی کاوشوں کو بنظر انصاف دیکھیں جن کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔

☆☆..........☆☆

شاید!

شبیر احمد

یہ میری ملت کے فرد دیکھو
سخن کے سب شاہپر بنے ہیں
مگر تخیل رواں نہیں ہے
خموش تالاب جیسا پانی
نہ جس میں گہرائی ہے نہ ہلچل
اسی سبب سے کبھی کبھی میں
اک اپنے فکر و عمل کا کنکر
اچھال دیتا ہوں اس سطح پر
کہ شاید اک دن یہ ٹھہرا پانی
لہر لہر ہو کے پھیل جائے
کہ گہر تالاب ہی سے نکلے
خیال کچھ خواب ہی سے نکلے

☆☆☆☆

فون: 5215551-5675454
فیکس: 5671503

HB Trustable Mark

Hameed Bros Jewellers

3, Mohan Tarrace Shahrah-e-Iraq, Saddar, Karachi-3

حمید برادرز جیولرز

3 موہن ٹیرس، نزد جلال دین، شاہراہ عراق، صدر، کراچی

قسط:۲

تحریر: خلیل الرحمٰن

حکمرانی کے زریں اصول…… حضرت علیؓ کا مکتوب گرامی!

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور خلافت میں مالک بن اشتر کو مصر کا گورنر بنایا تو انہیں ایک نصیحت بھرا خط لکھا، جس میں اپنے دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی صداؤں کو صفحۂ کاغذ پر پھیلا دیا، اس خط میں آپؓ نے جو ہدایات ارشاد فرمائیں وہ آج بھی حکمرانوں کے لئے رہنما اصول ہیں بشرطیکہ کوئی ان سے رہنمائی حاصل کرے

انتظام مال گزاری:

مال گزاری کے انتظام میں انتہائی احتیاط برتنی چاہئے تا کہ ریاست کو مال گزاری ادا کرنے والوں کی خوشحالی کا بخوبی تحفظ ہو سکے، کیونکہ ان ہی لوگوں کو خوشحالی پر بقیہ سب لوگوں کی خوشحالی کا مدار ہے خاص کر عوام الناس کی خوشحالی کا در حقیقت مال گزاری ہی پر ریاست کی بقا کا انحصار ہے مال گزاری کی وصولی کی نسبت مزروعہ زمین کی نگہداشت و حفاظت کو مقدم اور زیادہ اہم سمجھو، کیونکہ زمین کو زرخیز بنائے بغیر مال گزاری وصول کی ہی نہیں جا سکتی۔ زمین کو بہتر بنانے میں کاشت کی امداد کئے بغیر جو مال گزاری طلب کرتا ہے وہ کاشت کار پر بلاقصور مصیبت اور ظلم ڈھاتا ہے۔ ریاست کو تباہی کے غار میں دھکیلتا ہے، ایسے شخص کی حکومت ریت پر محل بے بنیاد اور چند روز ہے وہ باخشک سالی یا بارش کی زیادتی، زمین کا بنجر پن اور سیلاب وغیرہ کی وجہ سے فصلوں کو بربادی کا سامنا ہو اور اس بنا پر کسان لگان میں کمی کا مطالبہ کریں تو ان کے کہنے کے مطابق ان کے لگان کم کر دو، تا کہ ان کی حالت سنبھل جائے، ایسا کرنے سے سرکاری مالیہ اور خزانہ کا جو نقصان ہو اس کی پروا مت کرو، کیونکہ خوشحالی کے وقت اس کمی کی اتنی تلافی ہو جائے گی کہ اس کمی سے کئی گنا زائد رقم تمہارے پاس لوٹ آئے گی۔ تمہارے خزانے معمور ہو جائیں گے۔ اور تم کو اپنے شہروں کی حالت کو بہتر بنانے اپنے ملک کا وقار بلند کرنے کے قابل بنا دے گی اور تم ساری دنیا میں قابل تعریف اور لائق تحسین سمجھے جاؤ گے لوگ تمہاری عدل پسندی اور انصاف گستری کے گن گائیں گے، اور پھر اس کے نتیجہ میں وہ لوگ جو تم پر اعتماد رکھیں گے وہ تمہارے لئے قوت و طاقت ثابت ہوں گے اور وہ لوگ تمہاری مشکلات میں دل و جان سے تمہارا ساتھ دیں گے۔

زمین پر تم جتنے لوگ چاہو آباد کرو لیکن اگر زمین کی حالت کو بہتر بنانے پر تم کوئی توجہ نہ دو گے تو ان لوگوں میں بے قناعتی اضطراب اور بے چینی پھیل جائے گی کسانوں کی تباہی کا اصل سبب وہ حکمران ہوتے ہیں جنہیں اپنے راج سنگھاسن اور کرسی اقتدار کے ڈولنے کا خوف و خطر رہتا ہے اور وہ اسی خوف اور اندیشہ کی بنا پر کہ نہ معلوم کب کرسی اقتدار چھن جائے ہر قیمت پر دولت جمع کرنے اور گھسیٹنے پر تلے رہتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو گزشتہ واقعات اور حالات سے کوئی سبق نہیں سیکھتے!

دفتری نظام:

اپنے دفتر اس کے عملے اور اپنے کاتبوں پر نظر رکھو، ان میں سب سے بہتر قابل اعتماد اور بلند کردار لوگوں کو اپنی خفیہ خط و کتابت کے لئے منتخب کرو، یہ لوگ تمہارے معتمد ہونے چاہئیں جو اپنے منصب سے ناجائز فائدہ اٹھا کر تمہاری ہی جڑیں نہ کاٹنے لگیں جو اپنے فرائض پس پشت نہ ڈال دیں جو عہد ناموں کے مسودے تیار کرنے میں باہر والے (فریق ثانی) کے لبھانے کا شکار ہو کر تمہارے مفاد کو نقصان نہ پہنچائیں یا جو تمہاری صحیح مدد کرنے میں ناکام رہیں، اور تمہیں فکر و تدبر سے نہ بچا سکیں اور جو اپنے فرائض کی ادائیگی میں اپنی کڑی ذمہ داریوں کا احساس کر سکیں، کیونکہ جو شخص اپنی ذمہ داریوں کو محسوس نہیں کرتا وہ دوسروں کی ذمہ داریوں کا مشکل ہی سے اندازہ لگا سکتا ہے، اس کام کے لئے محض اپنی شفقت، نرم دلی یا ذاتی اعتماد کے پہلے تاثر کی بنا پر لوگوں کا انتخاب مت کرنا کیونکہ حقیقت میں بہت سے ایسے لوگ جو دیانتداری اور صالح تربیت سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں اپنی چرب لسانی یا کھوکھلے دعوؤں سے عقلمند حاکموں کو بھی چکمہ دے جاتے ہیں مناسب آزمائش کے بعد ہی ان کا تقرر کرنا چاہئے، آزمائش، راستبازی اور سچائی کی ہونی چاہئے، عام رعایا میں سے کسی کے اولین تقرر پر اس بات کی چھان بین کرو اور خیال رکھو کہ جس کو مقرر کر رہے ہو وہ لوگوں میں باثر اور ایماندار مشہور ہو، کیونکہ ایسا انتخاب خدا اور حاکم دونوں کو پسند ہے۔

ریاست کے ہر شعبہ کا ایک ایسا صدر ہونا چاہئے جسے کوئی کٹھن، مشکل اور صبر آزما کام پریشان اور ہجوم کار دل تنگ اور دق نہ کر سکے۔

اور دیکھو یہ یاد رکھنا کہ اپنے عملے اور کاتبوں میں سے جس شخص کی کمزوریوں اور لغزشوں کو تم نظر انداز

کرو گے یا چشم پوشی سے کام لو گے وہ سب تمہارے نامہ اعمال میں تمہارے خلاف لکھی جائیں گی۔

تجارت، صنعت وحرفت:

صنعت اور تجارت کے کام کرنے والوں کے لئے مفید تجویزیں سوچو اور اختیار کرو اور دانشمندانہ مشوروں سے ان کی مدد کرو، ان میں سے بعض تو شہروں میں مقیم رہتے ہیں اور بعض ایک جگہ سے دوسری جگہ مع اپنے مال واوزار کے پھرتے رہتے اور اپنے ہاتھوں کی محنت سے کماتے ہیں، صنعت وتجارت ریاست کے لئے نفع کا ذریعہ ہیں جب کہ عام لوگ تکالیف اٹھانے کے لئے آمادہ وراضی نہیں ہوتے تو ان پیشوں سے کام لینے والے دور وقریب سے، اندرون ملک اور بیرون ملک سے، خشکی اور سمندر سے پہاڑوں اور جنگلوں سے اشیاء ضرورت جمع کرتے ہیں اور اپنی محنت کا قدرتی طور پر نفع حاصل کرتے ہیں۔

امن پسند لوگوں کے اس طبقہ سے کسی گڑبڑ اور فساد کا اندیشہ نہیں ہوسکتا وہ امن وامان کو پسند کرتے ہیں بلکہ وہ سرے سے فساد برپا کرنے کے اہل ہی نہیں۔ ملک کے ہر گوشہ میں جاؤ اور اس جماعت سے ذاتی واقفیت کرو، ان کے حالات سے ذاتی واقفیت حاصل کرو لیکن یہ امر ذہن نشین رہے کہ ان میں سے بعض بہت سخت لالچی اور پیسے کے پوت بھی ہوتے ہیں، وہ معاملات بددیانتی کے عادی ہوگئے ہیں وہ اشیاء ذخیرہ کر لیتے ہیں اور پھر دام چڑھا کر مہنگے داموں بیچتے ہیں۔ ایسا کرنا رعایا کے لئے سخت مضرت رساں اور اذیت دہ ہے۔ ایسے شرمناک اور مضر چیز کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرنا اور ایسے لوگوں کو کھلی چھٹی دے دینا نیک نام حاکم کے دامن پر بدنما دھبہ ہے ان کو ایسے کام سے باز رکھو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل سے منع فرمایا ہے اس کا خیال رکھنا کہ تجارت کا کاروبار بسہولت چلایا جائے۔ ناپ تول میں انصاف برتا جائے کمی بیشی نہ کی جائے اور قیمتیں اس انداز اور معیار سے مقرر کی جائیں کہ خریدنے اور بیچنے والوں میں سے کوئی بھی گھاٹے اور ٹوٹے میں نہ رہے اگر کوئی تمہارے احکام کی خلاف ورزی کرے اور مال جمع کرکے روکنے کے جرم کا ارتکاب کرے تو پھر مناسب طریقہ پر اسے سخت سزا دو۔

غرباء قوم:

اللہ سے ڈرو! اور ہوشیار رہو! جب تم غریبوں کے مسئلہ کو اٹھاؤ تو نہایت احتیاط برتو یہ وہ لوگ ہیں جن کا کوئی والی وارث نہیں جو بیکس ولاچار اور خستہ ونادار ہیں! جو پراگندہ روزی پراگندہ دل ہیں جو پریشان دماغی اور گردش زمانہ کا شکار ہیں ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنی قسمت پر شاکر ہیں، مقدور نصیب سے انہیں کوئی گلہ نہیں اور جو باوجود مصیبت زدہ اور تنگ حال ہونے کے نہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں، نہ بھیک مانگتے پھرتے ہیں، خدا کے واسطے ان کے حقوق کی حفاظت کرو کیونکہ ان کی ذمہ داری تم پر ہے بیت المال کے ایک حصہ کو ان کی بہتری اور بہبود کے لئے مخصوص کردو وہ جہاں کہیں بھی ہوں تم سے قریب ہوں یا دور بہت دور دونوں کے حقوق تمہاری نظر میں یکساں ہونے چاہئیں کوئی مصروفیت، کسی بھی حالت، ان کو تمہارے دماغ سے محو نہ کرنے پائے، کیونکہ ان سے غفلت اور ان کے حقوق سے لاپرواہی کا کوئی بھی عذر خدا کے ہاں نہ سنا جائے گا، ان کے مفاد کو اپنے مفاد سے کم اہم نہ سمجھو اور اپنے اہم معاملات کے دائرہ سے ان کو خارج مت کرو، ان لوگوں کو نظر میں رکھو اور خوب پہچان لو جو غریب لوگوں کو حقارت سے دیکھتے ہیں وہ ان کی حالت سے تم کو بے خبر رکھتے ہیں۔

اپنے عہدہ داروں میں سے ایسے لوگوں کا انتخاب کرو جو نرم دل، متقی اور صالح ہوں اور جو غرباء کے حالات کا تمہیں صحیح پتہ دے سکیں ان غریبوں کے لئے ایسا انتظام کرو کہ قیامت کے دن خدا کے سامنے تمہیں کوئی عذر کرنے پر مجبور نہ ہونا پڑے۔

باقی آئندہ

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز

ایڈریس:- شاپ نمبر: N - 91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS

عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز

GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS

SHOP NO. 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR,
MITHADER, KARACHI. PHONE : 745543

قسط:۲

تحریر: حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی

قادیانیوں کی حقیقت

ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر کے تکملہ میں فرماتے ہیں:

''جاننا ضروری ہے کہ حضرات اہل سنت نے یہ جو فرمایا ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہا جائے یہ اس وقت ہے جب اہل قبلہ سے کوئی چیز کفر کی علامات میں سے ظاہر نہ ہو اور کوئی ایسی چیز صادر نہ ہو جس سے اس پر کفر عائد ہوتا ہو۔''

اب آجائیے قادیانیوں کی طرف اور غور فرمائیے کہ یہ لوگ قرآن مجید کی آیت: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' کو نہیں مانتے ان کو یہ منظور نہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت ختم ہو اللہ تعالیٰ کے اس اعلان سے وہ راضی ہی نہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ پھر سورۂ صف کی آیت میں تحریف کردی اور مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق غلام احمد قادیانی کو بنادیا۔ اس صریح واضح کفر کے ہوتے ہوئے کلمہ گو ہونے کے دعویٰ کی بنیاد پر ان کو مسلمان سمجھنا سراسر کفر ہے، اللہ جل جلالہ کے بارے میں مرزا کی بکواس سنو گے تو حیران رہ جاؤ گے سنو اس کی بات، وہ کہتا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں رسول کی بات قبول کرتا ہوں غلطی کرتا ہوں اور صواب کو بھی پہنچتا ہوں میں رسول کو محیط ہوں۔''

قادیانی مؤلف یار محمد اپنی کتاب اسلامی قربانی میں لکھتا ہے:

''مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔''

(اسلامی قربانی ص۳۴)

''ساری مخلوق پر افضلیت کا دعویٰ کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ مجھے وہ کچھ دیا ہے جو جہانوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔''

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۷)

اور سرور عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فوقیت اور فضیلت ظاہر کرتے ہوئے مرزا قادیانی کہتا ہے:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزے تھے لیکن میرے معجزات دس لاکھ سے زیادہ ہیں۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص۴۱)

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت اور فوقیت ظاہر کرنے کے بارے میں مرزا کا ایک عربی شعر بھی گزر چکا ہے۔

مرزا کی ان باتوں اور عقیدوں کو دیکھو کیا ان عقائد کے ہوتے ہوئے کوئی شخص مسلمان ہوسکتا ہے؟

مرزا قادیانی نے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں جو کلمات لکھے ہیں ان سے بھی مرزا پر کفر ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شراب خور بتاتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

''یورپ کے لوگوں کو شراب سے جو ضرر پہنچا اس کا سبب یہ ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) مرض کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے شراب پیتے تھے۔''

(حاشیہ کشتی نوح ص۱۰ طبع ربوہ)

''مرزا قادیانی نے یہ بھی کہا ہے کہ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اپنے کو نیک آدمی کہتا کیونکہ لوگ جانتے تھے کہ عیسیٰ شراب اور بدسیرت ہے۔'' (حاشیہ ست بچن ص۱۷۲)

اور مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

''وہ معجزہ ایک قسم کا لعب اور شعبدہ تھا اور مٹی ان کے ہاتھ میں مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری نے قوم کی زینت سے لے کر بچھڑا بنادیا تھا۔''

(ازالہ اوہام ص۳۲)

کس دیدہ دلیری سے مرزا قادیانی نے قرآن کی آیات کا مذاق اڑایا ہے اور قرآن مجید نے جن چیزوں کو معجزہ بتایا ہے۔ مرزا نے اس کو شعبدہ بتایا۔

مرزا قادیانی نے ایک اردو شعر میں اپنی فضیلت اس طرح ظاہر کی ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، ۲۱)

اور فارسی میں خامہ فرسائی کرتے ہوئے کہتا ہے: ''عیسیٰ کجاست کہ پائے بنہد بمنبرم''

''عیسیٰ کہاں ہے جو میرے منبر پر پاؤں رکھے'' (ازالہ اوہام ص۱۸۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مرزا

نے یہ بھی کہا کہ

"بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) کا فاحشہ عورتوں کی طرف میلان تھا، کیونکہ ان کی دادیاں فاحشہ تھیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

تعجب ہے قادیانیوں کو ایسے شخص کے نبی ہونے پر اصرار ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کے بارے میں ایسی گستاخیاں کی ہیں، ایسا شخص تو مسلمان ہی نہیں۔

جو لوگ سب کچھ دیکھتے ہوئے نہ صرف یہ کہ مرزا کو خود نبی مانتے ہیں بلکہ دوسرے مسلمانوں کے ایمان پر بھی ڈاکہ ڈالنے کے لئے تیار رہتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے کر کفر میں شریک کرنے پر تلے ہوئے ہیں، وہ لوگ جان بوجھ کر کفر اختیار کئے ہوئے ہیں۔

جب حضرات علماً کرام نے مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کا کفر ظاہر کیا اور امت مسلمہ کو بتایا کہ یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو قادیانیوں نے بھولے بھالے بے علم اور کم علم لوگوں کو یہ سمجھایا کہ مولوی کا تو کام یہی ہے کہ مسلمانوں کو کافر بنایا کریں بہت سے فرقے آپس میں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ ہمیں بھی کافر کہنے لگے ہیں اور جو لوگ قرآن وحدیث کو نہیں جانتے ان کو یہ سمجھاتے ہیں کہ ہمارا مسلمانوں سے ایسا ہی اختلاف ہے جیسا آپس میں حنفیہ، شافعیہ اختلاف رکھتے ہیں، چونکہ مکروفریب ان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے اور ان کے دین کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے۔ اس لئے جھوٹ اور فریب سے ذرا پرہیز نہیں کرتے حنفیہ اور شافعیہ کا اختلاف ایمان اور کفر کا اختلاف نہیں ہے عقائد میں چاروں اماموں کے مقلدین متفق ہیں، مسائل میں فروعی اختلاف ہے جس کی وجہ سے کفر عائد نہیں ہوتا اور اسی لئے وہ آپس میں ایک دوسرے کو مسلمان سمجھتے اور مانتے ہیں۔ خود قادیانی سارے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس کی تصریح مرزا قادیانی کے کلام میں موجود ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"جو مجھ کو باوجود صدہا نشانیوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے، اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا کیونکہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳ تالیف مرزا قادیانی)

اور مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود لکھتا ہے:

"جو مسلمان مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵)

جب مسلمان ان کے نزدیک کافر ہیں تو یہ فروعی اختلاف کیسے ہوا؟ یہ تو دو جماعتیں نہ ہوئیں، دو امتیں ہوئیں ایک امت سچے نبی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی اور دوسری امت نبوت کے جھوٹے دعویدار مرزا قادیانی کی ہوئی۔ یہ حنفیہ، شافعیہ جیسا اختلاف ہرگز نہیں ہے بلکہ کفر وایمان کا اختلاف ہے۔

ارے قادیانیو! جب سیدنا خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی تم کو کافر کہتے ہیں اور تم ان کو کافر کہتے ہو تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور تمہارا دین الگ الگ ہوا پھر تم اسلام سے کیوں چپکے ہوئے ہو، اپنے بارے میں کھل کر اعلان کیوں نہیں کرتے کہ ہم مسلمان نہیں ہیں، تمہیں مسلمانوں میں شامل اور شریک ہونے پر یہاں تک اصرار ہے کہ جب پاکستان قومی اسمبلی نے اور مسلمانوں کی تمام جماعتوں نے تمہیں کافر قرار دے دیا تو کیپ ٹاؤن کی ایک غیر مسلم عورت سے اپنے مسلمان ہونے کا فیصلہ کرالیا، علماً اسلام ماہرین قرآن وحدیث کا تمہیں کافر کہنا تو تمہارے نزدیک معتبر نہیں اور ایک یہودی جج کا تمہیں مسلمان کہہ دینا تمہارے نزدیک معتبر ہے۔ یہ عجیب تماشا ہے، زندیقوں کی ایسی ہی باتیں ہوتی ہیں، نبوت کے جھوٹے دعویدار مرزا قادیانی سے اختلاف یہ حنفیہ، شافعیہ جیسا اختلاف ہرگز نہیں ہے بلکہ کفر وایمان کا اختلاف ہے۔

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستانی قومی اسمبلی نے مرزا قادیانی کے ماننے والی دونوں جماعتوں (قادیانی اور لاہوری) کو کافر قرار دے دیا اس میں تمام سیاسی اور غیر سیاسی ...... جماعتوں کے ارکان، مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علماً اور مشائخ تمام وزراء، وکلا جسٹس وغیرہم شریک تھے پھر چند سال بعد حکومت پاکستان نے قادیانیوں کے بارے میں آرڈی نینس جاری کیا کہ قادیانی کوئی بھی اسلامی اصطلاحی لفظ اپنے لئے استعمال نہ کریں۔ تب بھی قادیانی اپنے کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔ حالانکہ قومی اسمبلی کے اعلان کے بعد یہ بہانہ بھی ختم ہوا کہ مولوی کی عادت ہی کافر کہنے کی ہے۔

علماً اسلام نے جب مرزا قادیانی کی شخصیت کا ذاتی طور پر جائزہ لیا اور اس کی زندگی کے حالات پڑھے جو اس نے اور اس کے ماننے والوں نے قلم بند کئے ہیں تو اس کے ناگفتہ بہ حالات سامنے آئے۔ اس کے حالات پر مستقل کتابیں لکھی گئیں۔ دعاوی مرزا، کذبات مرزا، مغلظات مرزا، امراض مرزا وغیرہ عنوانات پر علماً اسلام کی تالیفات موجود ہیں۔ ان

حالات کو جان کر ایک سمجھدار آدمی آسانی سے یہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ ایسا شخص نبی تو کیا ہوتا ایک شریف اور مہذب انسان بھی نہیں ہوسکتا۔ مرزا قادیانی کی ہرزہ سرائی بابت ذات حق تعالیٰ شانہ اور بابت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آپ پہلے ہی معلوم کر چکے ہیں۔ اب حضرات علماء کرام اور امۃ المسلمین کے بارے میں اس کی گوہرافشانی ملاحظہ فرمائے:

۱۸۵۷ء کے مجاہدین کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

"ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۴۲)

اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتا ہے:

"کفن فروش کتا ابن غدار....."

(اعجاز احمدی ص ۴۲،۴۳)

دیگر علماء کرام کے بارے میں لکھتا ہے:

"بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں، دنیا میں سب جانوروں سے زیادہ پلید خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں۔ اے مردار خور مولویو! اور گندی روحو! اے بدذات فرقہ مولویاں...."

(انجام آتھم ضمیمہ وحاشیہ ص ۲۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

"اے شریر مولویو! اور ان کے چیلو اور غزنی کے ناپاک سکھو۔"

(تریاق القلوب ص ۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

"نیز بعض کتوں کی طرح بعض بھیڑیوں کی طرح، بعض سوروں کی طرح اور بعض سانپوں کی طرح ڈنک مارتے۔"

(خطبہ الہامیہ ص ۱۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اور ملاحظہ کیجئے حسن بیان جو ولد الزنا جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں مگر اس آریہ میں اس قدر شرم باقی نہیں رہی۔"

(شحنہ حق ص ۶۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اور عامۃ المسلمین کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

"میری دعوت کو وہ لوگ قبول نہ کریں گے جو زنا کار عورتوں کی اولاد ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷)

یہ دشنام طرازی جب ہے جبکہ اس نے خود ہی لکھا تھا کہ:

"گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔" (اربعین ۴ ضمیمہ)

جب کوئی مسلمان قادیانیوں کے سامنے مرزا قادیانی کی بدترین زندگی کے احوال پیش کرتا ہے تو قادیانی کہتے ہیں کہ آپ تو ذاتیات پر اتر آئے حالانکہ یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ جب کسی شخص کو کسی دین کی دعوت دی جائے، عقلی طور پر اس کا پہلا کام یہ ہونا ضروری ہے کہ وہ اس دین کے داعی کو جانچے اس کے حالات کو پرکھے، اس کی زندگی کا محاسبہ کرے، قادیانی لوگ مسلمانوں کو اپنے دین کی دعوت دیں، اس شخص کو پورا پورا حق ہے کہ بانی جماعت کی زندگی پر گہری نظر ڈالے یہ ایک بہت بڑی ناسمجھی کی بات ہے کہ اپنا دین وایمان کسی کے حوالے کردے اور اس کی زندگی کو نہ جانچے۔ یہ بات ہم نے قادیانیوں کے جواب میں کہی ہے وہ جو یہ کہہ کر پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں کہ آپ ذاتیات پر اتر آتے ہیں اس کا یہ جواب ہے کہ جس کی امت میں داخل ہونے کی دعوت دے رہے ہو۔ اس کی ذات کو کیوں نہ پرکھوں؟ یوں کسی مسلمان کو ختم نبوت کا عقیدہ ہوتے ہوئے کسی مدعی نبوت کو جانچنے کی ضرورت نہیں ہے؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر مشرکین کوئی طعنہ نہ کر سکے اور نہ ان کو کسی طرح کا کوئی طعن کرنے کا موقع ملا۔ قادیانی سمجھتے ہیں کہ ہماری جماعت کا بانی حالات کے اعتبار سے بہت نیچا آدمی تھا۔ اس لئے جب اس کی زندگی کو کریدا جاتا ہے اور کوئی شخص اس کے احوال پر نظر ڈالنے لگتا ہے تو اس کی توجہ ہٹانے کے لئے یوں کہہ دیتے ہیں کہ آپ ذاتیات پر اتر آئے ہیں، ان کے دین کے باطل ہونے کی جہاں اور بہت سی دلیلیں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اپنے دین کے بانی کی زندگی لوگوں کے سامنے لانے سے بچتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کی طرف کسی کی توجہ نہ ہو۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت پر جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اب تک قرآن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب مانتے ہیں، ہم ان کے سامنے قرآن مجید کی ایک آیت پیش کرتے ہیں، اس کے معنی اور مفہوم اور واضح اعلان پر غور کریں۔ سورۂ نساء میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اختیار کرے بعد اس کے کہ اس کے لئے ہدایت واضح ہوگئی اور مومنین کی راہ کے علاوہ دوسری راہ اختیار کرے تو ہم اس کو وہ کچھ کرنے دیں گے جو وہ کرتا ہے، اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔"

اس آیت کریمہ میں یہ اعلان فرمایا ہے کہ جو شخص ہدایت ظاہر ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف راہ اختیار کرے گا، اور مسلمانوں کے راستہ کے خلاف کسی دوسری راہ پر چلے گا تو ہم اس کو اس دنیا میں اس راہ پر چلنے دیں گے جو اس نے اپنے لئے اختیار کی اور ہم اس کو دوزخ میں داخل کریں گے۔

اس آیت کریمہ کے مضمون پر غور کریں اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کو اور مومنین کی راہ کے علاوہ دوسری راہ اختیار کرنے کو دوزخ میں جانے کا سبب بتایا ہے۔

قرآن مجید میں فخر عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بتایا پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اس کا اعلان فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، قرآن نے بتایا کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور یہ بھی بتایا کہ اللہ جل شانہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ان تمام تصریحات کی وجہ سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے لے کر آج تک امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کا یہی عقیدہ ہے کہ نبوت و رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ آپ کے بعد کوئی نبی و رسول آنے والا نہیں ہے اور یہ کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باپ تجویز کرنا اور ان کی موت کا قائل ہونا امت مسلمہ کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہے۔ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت میں عامۃ المسلمین کی راہ کو بھی معیار حق بتایا ہے اور اس کے خلاف راہ اختیار کرنے کو دوزخ میں جانے کا سبب بتایا ہے۔ اب قادیانی اپنے بارے میں غور کریں کہ ان کی راہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے لے کر آج تک تمام اہل ایمان کے خلاف ہے یا موافق؟ اگر خلاف ہے تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ اس پر غور کریں۔ اگر دوزخ کی آگ کے دائمی عذاب کو سہنا ہے تو اختیار ہے کہ قادیانیت پر جئیں اور اس پر مریں ورنہ قادیانیت سے توبہ کریں۔ دائرہ اسلام میں داخل ہوں اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لیں۔

آخری بات:

ہم نے اس مضمون میں بہت ضروری اور واضح باتیں عرض کردی ہیں، قادیانیوں کے دین کو اور ان کی جماعت کے بانی کو سمجھنے کے لئے پروفیسر الیاس برنی مرحوم کی کتاب: ''قادیانی قول و فعل'' کا مطالعہ کیا جائے۔

اللہ جل شانہ ہمیں خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر زندہ رکھے اور اس پر موت دے اور دشمنان اسلام کی جماعتوں کو شکست دے اور ان کی تدبیروں کو پارہ پارہ کرے۔ (آمین)

☆☆ ☆☆

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

پتہ: این آر ایونیو
نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک ''جی'' برکات حیدری، ناظم آباد
فون:6646888-6647655 فیکس:0921-21-5671503

ڈیلرز:
◀◀ زینت کارپٹ
◀◀ مون لائٹ کارپٹ
◀◀ نیر کارپٹ
◀◀ ثمر کارپٹ
◀◀ وینس کارپٹ
◀◀ اولمپیا کارپٹ

عمرہ کی سعادت مفت

ارائیں عمرہ گروپ کے زیر انتظام پچاس افراد پر مشتمل ہر گروپ میں سے ایک معتمر کے لئے، بہ ذریعہ قرعہ اندازی بہ دست اکابر علمائے دیوبند، ساتھ ہی ہر معتمر کے لئے ایک ایک عدد ''ذریعۃ الوصول الیٰ جناب الرسول ﷺ'' از شہید الاسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، ''عمل مختصر ثواب زیادہ'' از مفتی عبدالرؤف سکھروی دامت برکاتہم، ''مجموعہ وظائف مع پنج سورۃ'' تصدیق شدہ حضرت مفتی نظام الدین شامزئی دامت برکاتہم پاکستان بھر میں مقیم معتمرین شامل ہوسکتے ہیں۔قرعہ اندازی پاکستان کے کسی بھی شہر میں جب کہ روانگی اسلام آباد/کراچی/ لاہور سے ممکن۔ لائسنس یافتہ سعودی اداروں کے پاکستان میں موجود نمائندگان کے ذریعے سعودی سفارت خانہ یا قونصلیٹ سے ایک ماہ کا ویزہ (دو ماہ کے لئے قابل توسیع)۔جدہ ایئر پورٹ پر استقبال، ایئر کنڈیشنڈ کوچ کے ذریعے مکہ مکرمہ تک سفر اور ہوٹل یا عمارت میں رہائش، زیارات مکہ مکرمہ، سفر اور زیارات مدینہ منورہ۔ مرضی کے مطابق مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں قیام، مملکت سعودی عرب میں مقیم رشتہ داروں کے پاس رہائش کی اجازت۔ سات/ پندرہ روزہ پیکیج دستیاب، چار روپے کے ڈاک کے ٹکٹ لگا ہوا جوابی لفافہ بھیج کر منگوالیں۔ رقم کے ساتھ کم از کم چھ ماہ کے لئے کارآمد پاکستانی پاسپورٹ، قومی شناختی کارڈ، دو عدد رنگین تصاویر (ایک پاسپورٹ سائز، دوسری قومی شناختی کارڈ سائز)، گردن توڑ بخار سے تحفظ کے ٹیکے کا سرٹیفکیٹ بہ ذریعہ کوریئر سروس ارسال کردیں۔ انتظامات مکمل ہونے پر تاریخ روانگی سے مطلع کردیا جائے گا حصول ویزہ میں پندرہ سے بیس دن لگ سکتے ہیں اس لئے جب تک پاسپورٹ ویزہ کے لئے جمع نہ ہوجائے ملازمت پیشہ افراد اپنے دفاتر سے چھٹی نہ لیں۔ ہمارا کوئی نمائندہ نہیں ہے۔ نقد رقوم ارائیں ویلفیئر ٹرسٹ کے دفتر کے علاوہ کہیں جمع نہ کرائیں۔ کراچی میں مقیم افراد کراس چیک جب کہ دوسرے شہروں میں مقیم افراد بینک ڈرافٹ بنام ارائیں ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، اکاؤنٹ نمبر 5-02553 نیشنل بینک آف پاکستان، طارق روڈ برانچ، کراچی-75400، یا منی آرڈر ارسال کرسکتے ہیں

ارائیں ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

دوسری منزل، 733-سی، سینٹرل کمرشل ایریا، نزد طارق سینٹر، طارق روڈ، بلاک نمبر 2، پی ای سی ایچ ایس لمیٹڈ
پوسٹ بکس نمبر 8930، کراچی-75400، فون: 438 5742/453 8539 (شام 3 سے 8 بجے روزانہ)
فیکس: 453 8539 (21-0092) موبائل: 7720 820 (0300) ای میل: ijazarain@yahoo.com

ختم نبوت کانفرنس

دوروزہ
عظیم الشان
۲۰/ویں سالانہ

مسلم کالونی چناب نگر

۱۱/۱۲ اکتوبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۳/۲۴ رجب ۱۴۲۲ھ بروز: جمعرات، جمعۃ المبارک

زیر صدارت: مخدوم المشائخ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

علماء، مشائخ
سیاسی قائدین
دانشور اور وکلاء
خطاب فرمائیں گے

فون	ملتان	کراچی	لاہور	اسلام آباد	راولپنڈی	سرگودھا	گوجرانوالہ	فیصل آباد	چناب نگر	کوئٹہ	ٹنڈو آدم
نمبرز	514122	7780337	5862404	829186	5551675	710474	215663	633522	212611	841995	71613

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان